ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
یکم صفر المظفر ۱۳۸۷ھ
۱۲ مئی ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: کَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ: رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی (ترجمہ) اے اللہ میں تیرے ذریعہ سے تیری نعمت کے زائل ہو جانے سے پناہ مانگتا ہوں تیری عافیت کی تبدیلی اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیرے تمام عذابوں سے (مسلم)

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا، اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَا یُسْتَجَابُ لَھَا، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ ترجمہ۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ عاجزی سے اور سستی اور کاہلی سے اور بخیلی اور بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔ اے اللہ میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما اور پاک کر تو اسے، تو پاک کرنے والوں میں بہترین ذات ہے۔ تو ہی میرا کارساز اور مالک ہے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور اس قلب سے جو خشیت الٰہی سے نہ ڈرے۔ اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اور اس دعاء سے جو قبول نہ کی جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰی وَالْفَقْرِ، رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ، حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَھٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاؤدَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ آگ کے فتنے سے۔ اور آگ کے عذاب سے اور تونگری اور فقر کی برائی سے بھی پناہ مانگتا ہوں اس حدیث کو امام داؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے۔ کہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں

وَعَنْ زِیَادِ بْنِ عِلَاقَۃَ عَنْ عَمِّہٖ، وَھُوَ قُطْبَۃُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ. کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ، وَالْاَھْوَاءِ، رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ۔ حضرت زیاد بن علاقہؓ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں اور وہ قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللھم انی اعوذبک من منکرات الاخلاق والاعمال والاھواء، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق برے اعمال اور خواہشات نفسانی سے (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ شَکَلِ بْنِ حُمَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً قَالَ: قُلْ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ۔ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو کوئی دعا تبلائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دعا پڑھا کرو اے اللہ میں اپنی سماعت کی برائی سے اور اپنی بصارت کی برائی سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے قلب کی برائی سے اور اپنی شرمگاہ کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں (ابوداؤد اور ترمذی) اور امام ترمذی نے کہا۔ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْاَسْقَامِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ برص (پھلبہری) جذام (کوڑھ) اور دیوانگی سے اور تمام بری بیماریوں سے (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ. کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے اللہ میں تیرے ذریعہ سے بھوک اور فاقہ سے پناہ مانگتا ہوں اس لئے کہ وہ بدترین ہم خواب ہے اور خیانت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ بدترین اندرونی عادت ہے (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | یکم صفر المظفر ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۰ مئی ۱۹۶۷ء | شمارہ ۱

بچوں کا اغوا، بردہ فروشی اور بیگار کیمپ

اغوا، بردہ فروشی اور بیگار کیمپوں میں بچوں سے غیر انسانی سلوک کی ہولناک خبریں کافی عرصے سے اخباروں میں شائع ہو رہی ہیں — مختلف اخبارات اپنے اداریوں میں بھی حکومت کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے اپیلیں کرتے رہے ہیں اور خود "خدام الدین" کے فائل گواہ ہیں کہ ہم نے حکومت کو بار بار اس طرف متوجہ کیا اور اس جرم پر سخت ترین سزا تجویز کرنے کی سفارش کی لیکن نتیجہ وہی "ڈھاک کے تین پات" ہوا اور کوئی موثر کاروائی نہ کی گئی — بھلا ہو خیرپور پولیس کا کہ اس نے گذشتہ دنوں ایک بیگار کیمپ سے ۲۵ نوجوانوں اور بچوں کو برآمد کر لیا۔ اور انہیں گورنر محمد موسیٰ کے سامنے پیش کیا جو ان دنوں خیرپور کے دورے پر گئے ہوئے تھے — ان بچوں اور نوجوانوں کو مبینہ طور پر تعمیرات کے ٹھیکہ داروں کے آدمیوں نے اغوا کیا تھا اور ان سے نہایت سنگدلانہ اور غیر انسانی سلوک کے تحت بیگار لی جا رہی تھی۔ گورنر صاحب ان معصوم بچوں اور نوجوانوں کی حالتِ زار دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے بردہ فروشوں اور بیگار لینے والوں کے کردار کو بدنام زمانہ نازیوں کے مظالم سے بھی زیادہ گھناؤنا اور وحشت انگیز قرار دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد آئے دن نئے بیگار کیمپوں کا انکشاف ہو رہا ہے۔ اور معصوم بچے اور نوجوان برآمد ہو رہے ہیں۔ تاہم تعمیراتی ٹھیکیداروں سے اغوا شدہ بچوں اور نوجوانوں کی بازیابی کا سلسلہ صرف ان دنوں ہی شروع نہیں ہوا بلکہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اور ہر چند ماہ کے بعد ایسی ہی لرزہ خیز اور وحشت اثر خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ سخت تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ تہذیبی ترقی کے اس دور میں یہ سب کچھ کس طرح ہو رہا ہے۔ آخر یہ ٹھیکیدار اور ان کے کارندے کئی قسم کے حکام کی نگرانی میں کام کرتے ہیں اور مزدوروں کی بہبود اور حق رسی کے ملکی قوانین کا بھی ان ٹھیکیداروں پر اطلاق ہوتا ہے مگر اس کے باوجود یہ روح فرسا سلسلہ جاری ہے جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ٹھیکیداروں سے کام لینے والے حکام اور انتظامیہ کے افراد ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں یا ان بیگار میں پکڑے ہوئے ستم رسیدہ مزدوروں کو ان حکام سے ملنے ہی نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ اگر ٹھیکیداروں کے کام کی نگرانی کرنے والے حکام اس سلسلے میں تھوڑی سی مستعدی دکھائیں اور دکھی انسانیت کی خدمت کو فرض سمجھ لیں اور انتظامیہ اور قانون پوری طرح اُن کی پشت پناہی کرے تو ہمارے خیال میں اس "یہودیت" کا کافی حد تک تدارک ہو سکتا ہے۔ ٹھیکیداروں سے کام لینے والے حکام اگر اپنے طور پر مزدوروں سے رابطہ قائم کریں اور اُن سے مختلف اوقات میں ٹھیکیداروں اور اُن کے کارندوں سے آنکھ بچا کر فرداً فرداً خفیہ معلومات حاصل کر لیا کریں اور قانون نافذ کرنے والی مشینری بھی اس معاملہ میں مستعدی دکھاتے تو کوئی وجہ نہیں کہ بیگار کے کاروبار کا بڑی حد تک انسداد ہو جاتے — 'بڑی حد تک' کے الفاظ ہم اس لئے استعمال کر رہے ہیں کہ یہ ظالمانہ سلسلہ صرف نہروں، سڑکوں اور بندوں وغیرہ کے لئے مٹی کھودنے اور ڈھونے کے لئے ٹھیکے لینے والے ٹھیکیداروں اور ان کے کارندوں تک محدود نہیں بلکہ اس غیر انسانی کاروبار کا سلسلہ بہت وسیع بیان کیا جاتا ہے۔ واقفِ حال اصحاب اور اخبارات کے ذریعے جو خبریں ہمیں ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ٹھیکیداروں کے علاوہ ایسے گروہ بھی موجود ہیں جو بچوں کو اغوا کر کے ان سے غیر فطری سلوک کرتے ہیں، اُن کی خرید و فروخت کرتے ہیں اور ان سے بھیک منگوانے کے لئے ان کے اعضاء کو بیکار کر دیتے ہیں — اندازہ فرمایئے انسانی جانوں سے کھیلنا، ہزاروں بچوں کو والدین کے ہوتے یتیم کر دینا، والدین کو بے اولاد کر دینا، بچوں اور بچیوں کو اغوا کر کے ان کی شکلیں بگاڑ دینا، انہیں ہاتھوں اور پاؤں سے محروم کر دینا، اُن کی آنکھیں نکال دینا اور پھر ان کو گداگری پر لگا دینا کیا یہ ایسے جرائم ہیں جن کا شدید نوٹس نہ لیا جائے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر قانون نافذ کرنے والی مشینری کو فوراً حرکت میں آ جانا چاہئے اور پوری طرح کمربستہ ہو کر اس انسانیت سوز کاروبار کے دفعیہ میں لگ جانا چاہئے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ کہنا پڑے گا کہ وہ ان دکھی اور زندہ درگور والدین کے وارداتِ قلبی سے بے خبر ہے جن کے بچے اُن کی زندگی میں اغوا کر لئے جاتے ہیں اور وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کی جدائی کے صدمے اٹھانے کے لئے موت کی گھڑیاں گنتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو قیامت والدین پر اپنے نورِ نظر کے یک بیک گم ہو جانے سے ٹوٹتی ہے دوسرے اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے — ہم نے دیکھا ہے کہ اغوا شدہ بچوں کے والدین دن رات آنسو بہاتے ہیں، دنیا اُن کی نظر میں تاریک ہو جاتی ہے، راتوں کا سکھ اور دن کا چین اُن سے رخصت ہو جاتا ہے — بچوں کی یاد میں انہیں کھانا پینا تک اچھا نہیں لگتا اور اکثر مائیں ممتا کے مارے پاگل ہو جاتی ہیں۔ پھر ایسا ہونا تو عین فطری ہے کیونکہ بچہ قضاء الٰہی سے فوت ہو جائے تو اس خیال سے کہ اللہ کی مرضی پوری ہوئی، اس کی امانت تھی اس کے حوالے ہو گئی۔ والدین کو رنج و غم کے باوجود صبر آ جاتا ہے اور صرف ایک جدائی کا غم باقی رہ جاتا ہے مگر جو بچہ کھیلتا کودتا، ماں باپ کی نگاہوں کو ٹھنڈک پہنچاتا یک بیک غائب ہو جاتے تو والدین زندگی بھر اس غم میں گھلتے رہتے ہیں کہ خبر نہیں ہمارا بچہ کہاں ہوگا؟ کس طرح کھاتا پیتا ہوگا؟ کہاں سوتا ہوگا؟ دکھ درد میں اس کی خبر کون لیتا ہوگا؟ بیٹا اور بیٹی کہہ کر اُسے

(باقی صـ۱۷ پر)

مجلس ذکر

۱۶ر محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۷ر اپریل ۱۹۶۷ء

ذکر اللہ کی برکات

مولانا [illegible] صاحب مدظلہ العالی

(مرتبہ: خالد سلیم)

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور زیادہ ذکر اللہ اور دوسرے نیک کام کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے (آمین) اللہ تعالےٰ گناہوں سے بچا کر رکھے۔ اگر گناہ ہو جائیں تو اپنی رحمت و فضل سے معاف فرمائے۔ دنیا اور آخرت میں مواخذہ نہ فرمائے۔ گناہ اور کوتاہی کے سبب اس ذکر اللہ کی نعمت سے محروم نہ فرمائے۔ (آمین!)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "اپنی ہر نماز کو آخری نماز سمجھ کر پڑھو۔ اللہ تعالےٰ سے اپنا معاملہ درست کر لو۔ موت کے لیے ہر وقت تیار رہو"۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

ہماری قوم اپنے بزرگوں کے کارناموں اور ان کے بلند و اعلیٰ اخلاق سے ناواقف ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی قال اللہ اور قال الرسول میں گذری۔ اسلام کی عظمت کے لیے اسلام کے دشمن انگریز سے ٹکر لی اور جیل میں گئے۔ ان کے صدقے اسلام پھیلا۔ لیکن آخر وقت چارپائی پر لیٹے فرماتے تھے۔ کہ ساری زندگی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ یا اللہ شہادت کی موت نصیب فرما، میری جان میدان جنگ میں نکلے۔ لیکن میری یہ خواہش پوری نہ ہوئی ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی شہادت نصیب فرمائے (آمین!) اور اپنے بزرگوں کی طرح اسلام کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے (آمین!)

حدیث میں ہے کہ جو مسلمان جہاد کی تیاری نہیں کرتا یا جہاد کا جذبہ دل میں نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ اسی طرح جو مسلمان حج فرض ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا وہ یہودی مرے، نصرانی مرے یا مجوسی مرے ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو جہاد کی تیاری کرنے اور اس کا جذبہ دل میں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر ہم پر حج فرض ہے تو حج کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے (آمین!)

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا گذارنے کا ایک ہی اصول ہے وہ یہ کہ اپنا حق مانگئے نہ اور دوسرے کا حق رکھئے نہ۔ اللہ تعالےٰ کو عبادت سے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی کریں۔ اپنے اندر ذکر اللہ کی گرمی پیدا کریں۔

ذکر اللہ کثرت سے کرنے کے لاتعداد دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں۔ دنیا کے ادنیٰ فوائد یہ ہیں کہ آمدنی ہو نہ ہو، وسائل زندگی میسر ہوں نہ ہوں۔ ذکر اللہ کی بدولت آپ کی زندگی کی ضروریات پوری ہوتی جائیں گی ـــ تنگی، محتاجی اور تکلیف نہ ہو گی۔ سکون و اطمینان نصیب ہوگا۔ دلوں میں الفت و محبت پیدا ہو جائے گی۔ لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ حضرتؒ کا معمول تھا کہ روزانہ شام کو گھر میں چھوٹے بچوں اور بڑوں کو بٹھا کر ذکر اللہ فرماتے۔

حضرتؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری ۴۷ سال کی زندگی ہو گئی ہے لیکن آج تک گھر میں کسی ایک بات پر بھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا اور میری آنکھیں میری بیوی اور اولاد کی طرف سے ٹھنڈی ہیں۔ یہ سب ذکر اللہ کی بدولت نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ذکر اللہ کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات لافانی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ سے لو لگائے گا، اس کا نام لے گا وہ بھی کبھی فنا نہیں ہو سکتا، اس کا نام ہمیشہ زندہ رہیگا۔ آپ دیکھیں۔ آج کئی صدیوں کے پہلے بزرگوں کے نام کتنی عظمت و اکرام سے لئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا لیا۔ اس کی یاد میں اپنی ساری زندگی گذار دی۔ انہی کے طفیل اور صدقے آج ہم تک اسلام پہنچا ہے۔ اسلام اس لوہے کی تلوار سے نہیں پھیلا۔ اسلام صوفیائے کرام کی اخلاق و محبت اور پیار کی تلوار سے پھیلا ہے۔ صرف اولیائے کرام ہی نے اپنے اخلاق و کردار سے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی محبت کو بھرا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اور کثرت سے ذکر اللہ ہر وقت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

ذوق و عبرت

بے خبری نے بے خبر رکھا
[illegible] جس کا بول بالا ہے
[illegible]
[illegible] نیا ابھرنے والا ہے

فیض لودھیانوی
لاہور

۲۴ر محرم الحرام ۱۳۸۷ھ بمطابق ۵ر مئی ۱۹۶۷ء

مخلوق میں سے کسی کو بھی حق نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے قرآن میں تحریف کرے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :-
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

(پ ۱۱ — س یونس - آیت ۱۵-۱۷)

ترجمہ : اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ کہتے ہیں جنہیں ہم سے ملاقات کی امید نہیں کہ اس کے سوا کوئی قرآن لے آ یا اسے بدل دے۔ تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں — میں اُسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دو اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تمہارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ وہی تمہیں اس سے خبردار کرتا کیونکہ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گذار چکا ہوں۔ کیا پھر تم نہیں سمجھتے؟ پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک گنہگاروں کا بھلا نہیں ہوتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

قرآن کی عام پند و نصیحت تو بہت پسند کرتے لیکن بت پرستی یا اُن کے مخصوص عقائد و رسوم کا رد ہوتا تو وحشت کھاتے اور ناک بھوں چڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ اپنے خدا سے کہہ کر یا تو دوسرا قرآن لے آیئے جس میں یہ مضامین نہ ہوں اور اگر یہ ہی قرآن رہے تو اتنے حصے میں ترمیم کر دیجئے جو بت پرستی وغیرہ سے متعلق ہے۔ جن لوگوں نے پتھر کی مورتیوں وغیرہ پر اختیارات تقسیم کر رکھے تھے ان کی ذہنیت سے کچھ مستبعد نہیں کہ ایک پیغمبر کو اس طرح کے اختیارات و تصرفات کا مالک فرض کر لیں یا یہ کہنا بھی محض الزام و استہزاء کے طور پر ہوگا۔ (جان لیجئے) کسی فرشتے یا پیغمبر کا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے کلام الٰہی میں ترمیم کرکے ایک شوشہ بھی تبدیل کر سکے۔ پیغمبر کا فرض یہ ہے کہ جو وحی خدا کی طرف سے آئے بلا کم و کاست اُس کے حکم کے موافق چلتا رہے۔ وہ خدا کی وحی کا تابع ہوتا ہے خدا اس کا تابع نہیں ہوتا۔ کہ جیسا کلام تم چاہو خدا کے یہاں سے لاکر پیش کر دے۔ وحی الٰہی میں ادنیٰ سے ادنیٰ تصرف اور قطع و برید کرنا بڑی بھاری معصیت ہے۔ پھر جو معصوم بندے سب سے زیادہ خدا کا ڈر رکھتے ہیں (انبیاء علیہم السلام) وہ ایسی معصیت و نافرمانی کے قریب کہاں جا سکتے ہیں۔

انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ۝ ہیں گویا ان بے ہودہ فرمائش کرنے والوں پر تعریض ہوگئی کہ ایسی سخت نافرمانی کرتے ہوئے تم کو بڑے دن کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے اے رسول! کہہ دیجئے! جو خدا چاہتا ہے وہ ہی تمہارے سامنے پڑھتا ہوں اور جتنا وہ چاہتا ہے میرے ذریعے سے تم کو خبردار کرتا ہے۔ اگر وہ اس کے خلاف چاہتا تو میری کیا طاقت تھی کہ خود اپنی طرف سے ایک کلام بنا کر اس کی طرف منسوب کر دیتا — آخر میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرے اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات کے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا۔ میرا صدق و عفاف، دیانت و امانت وغیرہ اخلاق حسنہ تم میں ضرب المثل رہے۔ میرا اُمی ہونا اور کسی ظاہری معلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہ کرنا ایک معروف و مسلم واقعہ ہے۔ پھر چالیس برس تک جس نے نہ کوئی قصیدہ لکھا ہو، نہ مشاعروں میں شریک ہوا ہو، نہ کبھی کتاب کھولی ہو، نہ قلم ہاتھ میں لیا ہو، نہ کسی درسگاہ میں بیٹھا ہو دفعۃً ایسا کلام بنا لائے جو اپنی فصاحت و بلاغت، شوکت و جزالت، جدت و اسلوب اور سلاست و روانی سے جن و انس کو عاجز کر دے۔ اس کے علوم و حقائق کے سامنے تمام دنیا کے معارف ماند پڑ جائیں۔ ایسا مکمل اور عالمگیر قانون ہدایت نوع انسان کے ہاتھوں میں پہنچائے جس کے آگے سب پچھلے قانون ردی ہو جائیں۔ بڑی بڑی قوموں اور ملکوں

کے مردہ قالب میں روح تازہ پھونک کر ابدی حیات اور نئی زندگی کا سامان بہم پہنچائے۔ یہ بات کس کی سمجھ میں آ سکتی ہے؟ تم کو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس برس تک کسی انسان پر جھوٹ نہ لگایا ہو کیا وہ ایک دم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند قدوس پر جھوٹ باندھے اور افتراء کرنے لگے؟ ناچار ماننا پڑے گا کہ جو کلام الٰہی تم کو سناتا ہوں اس کے بنانے یا پہنچانے میں مجھے اصلا اختیار نہیں۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے میری زبان سے تم کو سناتا ہے۔ ایک نقطہ یا زیر و زبر تبدیل کرنے کا کسی مخلوق کو حق حاصل نہیں۔

حاصل یہ ہے کہ عرب کے لوگ اللہ کا نام تو لیتے تھے مگر اللہ کا اور اس کی صفات کا صحیح تصور اُن کے دل و دماغ میں نہ تھا۔ وہ بتوں کے پجاری تھے۔ شرک اور رسوم و رواج میں گھرے ہوئے تھے اور عوام پر اُن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بتایا کہ اللہ جل شانہٗ نرا خالق نہیں ہے۔ بلکہ ہادی بھی ہے اور اس نے تمہاری ہدایت کے لیے قرآن دے کر مبعوث فرمایا ہے تو وہ لوگ اللہ، اُس کے رسول اور اس کی کتاب کا ذکر سن کر چکرا گئے۔ انہوں نے قرآن کریم کو سنا تو اُس میں انہیں نصیحتیں بھی بڑی اچھی نظر آئیں۔ لیکن یہ نہ سمجھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور اس کے رسول کا ذمہ یہ ہے کہ اس کو جوں کا توں لوگوں تک پہنچا دے، اس پر خود عمل کر کے دکھا دے۔ اور لوگوں سے کہدے کہ تم بھی اسی طرح عمل کرو۔

مشرکین مکہ نے جب بتوں کی اور ان کی پوجا کی برائیاں قرآن عزیز میں سنیں تو نادانی یا ہنسی کے طور پر کہنے لگے کہ کوئی ایسا قرآن لائیے جس میں بتوں کی اور اُن کی پوجا کی مذمت نہ ہو۔ ورنہ آپ خود ان آیتوں کو جن میں ایسی باتیں ہیں بدل دیجئے۔ اور ان کی جگہ دوسری آیتیں رکھ دیجئے۔

وہ نادان یہ نہ سمجھ سکے یا انہوں نے یہ سمجھنا نہ چاہا کہ قرآن عزیز میں ردّ و بدل کرنا رسول کے بس کی بات نہیں۔ اُس کے احکام اٹل ہیں۔ ترمیم اور حک و اضافہ کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ رسول کا کام یہ ہے کہ اس کلام الٰہی کو سنا دے اور خود عمل کر کے دوسروں کو عمل کرنا سکھا دے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ کے کلام میں تغیر و تبدل یا ترمیم و اضافہ کرنے کا مجاز نہیں۔ خواہ وہ رسول ہی کیوں نہ ہو۔ اور جب رسول بھی کلام الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ تو کسی دوسرے کو کیا حق ہو سکتا ہے کہ........ کہ وہ اللہ کے قرآن میں تحریف کرے۔

قرآن عزیز میں کمی بیشی قطعاً ممکن نہیں

اقوام غیر قرآن عزیز پر طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ قرآنی احکام ان کی منشا کے مطابق ہوں۔ مگر ان پر واضح کہ دو۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس میں کمی بیشی قطعاً ممکن نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے ارشاد ہو رہا ہے۔ اے رسول! ان سے کہہ دیجئے کہ میرا کام پیغام خداوندی میں ردّ و بدل کرنا نہیں۔ اپنی طرف سے نہ میں کچھ گھٹا سکتا ہوں اور نہ بڑھا سکتا ہوں۔ میرا کام فقط یہ ہے۔ کہ جو میری طرف وحی کی جائے اُس کے مطابق عمل کروں اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں اور اُس کے حکم سے منہ موڑوں تو ڈر ہے۔ کہ قیامت کے دن جو بڑے معرکے کا دن ہے میں سخت سزا کا مستحق ٹھہروں اس کلام میں کوئی ذرہ برابر تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔

نیک لوگ اس میں اس لئے ردو بدل اور ترمیم و اضافہ نہیں کر سکتے کہ وہ اللہ جل شانہ کی عظمت کو جانتے ہیں۔ اس کے جاہ و جلال سے واقف ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

بدلوگ اس لئے قرآن عزیز میں کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ کہ اللہ جل شانہ خود اس کلام ذی شان کا محافظ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس میں تبدیلی و تحریف کر سکے۔ اس کے الفاظ بھی محفوظ رہے ہیں۔ اور معانی بھی وہی ہیں۔ جو اللہ کے علم میں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ قرآن عزیز تا ابد اُسی طرح محفوظ رہے گا۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اور سمجھدار لوگ اس کے مطابق خود بھی چلیں گے اور دوسروں کو بھی چلائینگے

غرض لب لباب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا قرآن اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جیسے ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور ان کے نقش قدم پر چل کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی اور اسی طرح اولیاء و صلحائے امت کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کی پیروی کرنا مسلمان کا کام ہے۔ اس میں ترمیم و اضافے یا تحریف کا کسی کو حق حاصل نہیں یہ قرآن اس لئے ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بدلیں نہ اس لئے کہ ہم اسے اپنی مرضی کے مطابق بدلیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا۔ کہ ایک عورت فاطمہ نے چوری کی ہے۔ حضور نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرمایا اُس کے لواحقین اور صحابہؓ نے حضرت ابن زید کی معرفت درخواست کی کہ چوری کا جرمانہ اور تاوان لے لیا جائے اور اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ یہ بڑے خاندان کی عورت ہے حضور نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے خدا کی اگر میری اپنی لڑکی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا احکام خداوندی میں ردّ و بدل کر کے میں خدا کے عذاب کو کیسے دعوت دوں!

حاصل یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شارح دین اسلام

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

قبلہ حضرت سرگودھوی (نور اللہ مرقدہ) کی بارگاہ علیا میں

برگ سبز

(مولانا قاضی عبدالکریم، کلاچی)

(۹)

کتنا بڑا شیطانی دھوکہ ہے یہ کہ علم دین حاصل کرکے قوم میں عزت باقی نہیں رہتی۔ ابھی کل کی بات ہے خود حضرت الاستاذ قبلہ حضرت صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ پر چالیس ہزار مسلمانوں کا وہ عظیم اجتماع جو ڈویژن سرگودھا کے کسی معزز ترین فرد پر ہزار کوششوں کے باوجود بھی نہیں ہو سکا کیا ان لوگوں کے منہ پر قدرت کا ایک تھپیڑ نہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں ملا بن کر عزت باقی نہیں رہتی۔ کیا حضرت مرحوم سرگودھا ڈویژن کے کمشنر تھے؟ کیا آپ فوج یا سول کے کسی بڑے عہدہ پر رہ چکے تھے۔ ملا تھے۔ پوری زندگی نہ صرف یہ کہ ملا رہے بلکہ ملائیت پر فخر کرتے رہے۔

عزت کے پجاریو!

کیا تمہیں تھوڑا عرصہ پہلے شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کا وہ تاریخی اجتماع یاد نہیں جس کی جلالت شان کی کیفیت اور مخصوص نوعیت کے اعتبار سے سارے ملک میں کوئی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیا وصال کے وقت صوبہ کے گورنر آپ ہی تھے یا صدر مملکت کے عزیز ترین بھائی تھے؟۔ کلا واللہ۔ دین کا وہ علم جسے حاصل کرکے اور علوم عصریہ سے بے بہرہ رہ کر جس کو آپ ازروئے تذلیل ملا کا لقب عطا فرماتے ہیں یہ اسی جوہر کے مالک تھے اور دنیا کو اسی مقناطیس نے آپ کے لحد معطر پر آنسو بہانے پر مجبور کیا۔

حقیقت عزت سے ناواقفو!

کیا تمہیں ملتان کا وہ انسانی سیلاب بھی بھول گیا جس کا ہر قطرہ امیر شریعتؒ کے جنازہ کو کندھا دینے کے لئے بے تاب نظر آ رہا تھا کیا وہ تمہاری اصطلاح کے مطابق ملا نہیں تھا بخدا وہ اسی تعلیم کا ماہر تھا۔ اور اس کی اسی خصوصیت نے ایک عالم کو اس کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ جسے بے عزتی کا تمغہ سمجھ کر تم اپنی اولاد کے لئے شجرۂ ممنوعہ قرار دے رہے ہو عثمانی اور آزاد رحمہم اللہ تعالےٰ کا تو نام نہ لو کہ انہیں وزارت اور قومی اسمبلی کی ممبری کے سرخاب لگ گئے تھے جو تمہارے مبلغ علم میں عزت کا معراج ہیں اور تمہاری سمجھ کے مطابق قوم نے اس کی پوجا ہیں انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

حضرت مدنی قدس اللہ سرہ کے پاس تاج ملائیت کے بغیر کیا تھا۔ جس کی رحلت نے حکومتوں کے جھنڈے سرنگوں کر دئے اور پاک و ہند کا تو ذکر ہی کیا دنیائے عرب تک نے اس عجمی نژاد ملا کے وصال پر خون کے آنسو بہائے۔

اجازت ہو تو ایک اور ملائے اعظم کا ذکر کرکے بھی عزت فانی کے متوالوں کی سمع خراشی کروں جس کی شہرت ہی ملائے شور بازار کے نام سے ہوئی یعنی دنیائے علم و تقویٰ کا وہ درخشندہ آفتاب جسے عالم اسلام نے نور المشائخ کے لقب سے پہچانا۔ پاکستان تشریف لاتے تو وزراء تک ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر حاضری دیتے رہے۔ پورے ملک میں شاہانہ استقبال ہوا کیا معلوم ہے کہ ان کے جنازہ پر لاکھوں مسلمانوں نے آہ بھری سسکیاں پیش کیں۔ پاک و ہند اور مصر سے گیارہ ہوائی جہاز اس ملا کے آخری دیدار کے لئے مسافر بھر کر لائے۔ یوم الجنازہ کے ان موجودہ واقعات کے علاوہ آئیے جیوۂ دنیا میں ملا کی بے عزتی سنئے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند مکۂ معظمہ دام عزہا و شرفہا میں مقیم ہیں پان کی خاص قسم کا مجلس میں ذکر آ جاتا ہے آپ اسے پسند فرماتے ہیں عرب کے بازاروں میں وہ مروج نہیں۔ ہمارے زینت عنوان حضرت سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب ارشاد احمد صاحب مجلس میں موجود ہیں۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سپیشل طور پر کراچی سے اس قسم کا پان منگوانے کا انتظام فرماتے ہیں اور عصر تک اس ملا کی پسند کے مطابق پان کی ٹوکری حاضر کر دیتے ہیں۔

یہ اور اس قسم کے بیسوں واقعات واقعی اس کا ثبوت ہے کہ دینی علم کا جوہر پاکر عزت کی دنیا سے انسان محروم ہی ہو جاتا ہے اور عقل و بصیرت کی آنکھیں بند کر لی جائیں تو یہ دیکھنے میں کیا دشواری پیش آ سکتی ہے کہ یہ جو قوم بلا شائبہ مبالغہ لاکھوں روپیہ دارالعلوم کراچی، مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن، مخزن العلوم بہاولپور، خیر المدارس اور قاسم العلوم ملتان، مجلس تحفظ ختم نبوت، جامعہ اشرفیہ اور انجمن خدام الدین لاہور، سراج العلوم سرگودھا اور دارالعلوم حقانیہ کے ملا قسم مہتممین کے قدموں پر نچھاور کر دیتی ہے۔ یہ واقعی عالم دین کی قوم کی آنکھوں میں بے عزت ہونے کی بڑی دلیل ہے

عزت اگر چند ٹکوں اور قوت ظلم حاصل کر لینے کا نام نہیں تو ان حقائق موجودہ کے پیش نظر اولین فرصت میں ان لوگوں کو توبہ کر لینی چاہئے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ دین کا علم پڑھ کر انسان عزت کی دنیا سے نکل جاتا ہے۔

مانا کہ آپ کے سلام کو آپ کے ماتحت دوڑ پڑتے ہیں آپ شاہانہ استقبال کرانے پر بھی قادر ہیں۔ اخباری دنیا آپ کی آمد و رفت کو جلی عنوانات سے پھیلا دیتی ہے لیکن اس میں عزت کا کتنا حصہ ہوتا ہے اقتدار اور عہدوں

کے مدّ و جزر کے طویل تجربہ کے بعد بھی کیا اس میں راز کی کوئی بات رہ گئی ہے۔ اس کے برعکس ملّا کے دست بوس تھوڑے سہی بڑے نہ سہی چھوٹے سہی، دولت کے پجاری نہ سہی غریب سہی، لیکن ایمان سے کہئے جو ہیں کیا ان کی آؤ بھگت کرنے میں عزت اور قلبی احترام کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے کلا وحاشا ان کی حالت عموماً یہی ہوتی ہے کہ ؎

اے خوش آں عاشق سرمست کہ در پائے حبیب
سر و دستار نداند کہ کدام اندازد

آپ کہتے ہیں کہ ملّا کی آواز نہیں سنی جاتی ہے، ان کے مطالبات ٹھکرانے میں اقتدار کوئی باک محسوس نہیں کرتا۔ لیکن آپ نے علم دین کے جوہر سے محروم رہ کر کون سا اثر پیدا کیا۔ سینیر اور جونیر کے مسئلہ پر آپ کی آواز فیصلہ کن ہے تنخواہوں کے مقابلہ میں تو غالباً آپ کی آواز اٹھانے ہی کی دیر ہوگی ہڑتالوں، جلسوں اور جلوس کی تو نہ نوبت آئی اور نہ آئے گی کیونکہ آپ کی آواز موثر جو ہے نت نئے ٹیکسوں میں بھی آپ ہی کی خواہشات کا احترام سو فیصد موجود ہے۔ زرعی اصلاحات میں آپ نے بات کی نہیں اور آرڈر منسوخ ہوا نہیں۔

حق یہ ہے کہ ؎

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
کچھ اپنی عبا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

اس معاملہ میں دونوں یکساں ہیں آپ کا ذاتی معاملہ ہے، جھک سکتے ہیں دنیوی معاملہ ہے سودا بازی کر سکتے ہیں لیکن ملّا دین کے معاملہ میں نہ جھک سکتا ہے نہ سودا بازی کر سکتا ہے۔ بہر حال دین کا علم بشرطیکہ ہو دین کا علم عزیز نہ ہونے دے یہ بھی کوئی بات ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:۔

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوالعلم درجات۔

اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات کو بہت اونچا کیا ہے۔

اور مسلمان کہلانے والا اس لئے اسے چھوڑ دے کہ عزت نہیں ملے گی دنیوی عزت کی بات ہو چکی اب دو ایک واقعے دوسری دنیا کے بھی سنئے:۔

۱۔ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مجلس انس و قدس میں جب حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لانے والے ہوتے تو تھوڑی دیر پہلے ہی حضرت ان کے لئے جگہ فارغ کرا لیتے تھے۔ خدام نے دریافت کیا — حضرت کو کشفاً معلوم ہو جاتا ہے کہ قاضی صاحب تشریف لا رہے ہیں یا کیا بات ہے۔ فرمایا ہاں مجلس میں زمین پر رہنے والے جو فرشتے موجود ہوتے ہیں وہ احتراماً اٹھنے لگتے ہیں تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ قاضی صاحب آنے والے ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبندؒ)

۲۔ شمس المشائخ حضرت علامہ افغانی دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں فرمایا۔ ہندوستان کے مشہور مجذوب بزرگ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ نے ایک صبح فرمایا سبحان اللہ آج بہت زیادہ فرشتے اترے ہیں معلوم کیا بات ہونے والی ہے۔ پتہ چلا تو اسی تاریخ کو حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ کا وصال ہو گیا تھا — فرمائیے علم دین حاصل کرنے سے کتنی بے عزتی ہوئی۔

اصل موضوع

غصہ تھوک دیجئے اور اصل موضوع کو سمجھئے

بات یہ نہیں کہ علوم عصریہ کو ہم غیر ضروری یا حرام اور ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ تو آپ کو انگریزوں نے بتلا دیا کہ ملّا نے انگریزی کو حرام کہہ دیا۔ تم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور ملّا پر برس پڑے کہ یہ بڑا تنگ نظر ہے۔ یہ ترقی سے روکتا ہے۔ انگریزی ایک زبان ہے اس کا پڑھنا حرام ہے۔ یہ فتویٰ کس نے دیا، کب دیا، کہاں شائع ہوا؟ دنیا اس کے اثبات سے قاصر ہے۔ لیکن ملّا کے سر یہ الزام تمام عیوب کی بنیاد علوم عصریہ فی وقتنا فرض کفایہ ہیں کلرکی کی مشین بننے کے لئے نہیں بلکہ دشمن کے مقابلہ میں کام چلانے کے لئے یہ تفصیل طلب مضمون ہے یہاں اس کی تفصیل مقصود نہیں۔ اس وقت بحث یہ ہے کہ قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے یا نہیں اور ٹینکوں، بموں اور راکٹوں کے مقابلہ میں ایسا ہی دفاعی ساز و سامان کے مہیا کرنے کی طرح الحاد و دہریت، اباحیت اور پرویزیت، مرزائیت اور چکڑالویت کا دفاع بھی مسلمانوں کا فریضہ ہے یا کسی اور کا — اور کیا یہ ذلیل نظریہ قابل قبول ہے اگر دینی علم پڑھا کر اولاد کو بھوکوں مارنا ہے یا بے عزتی کے حوالہ کر دینا ہے اور کیا قوم کا یہ عمل مہلک بلکہ مستاصل ملک و ملت نہیں کہ علمی گھرانوں تک نے اپنی اولاد کو لارڈ میکالے کی یادگاروں کے حوالہ کر دیا — بہر حال حضرت الاستاد رحمہ اللہ تعالےٰ نے موجودہ فضا میں اپنی اولاد کو ملّا بنا کر وہ عظیم جہاد کیا ہے جس کا یقینی اجر عظیم انہیں آج مل رہا ہوگا۔ ہم سب کو اللہ تعالےٰ آپ کی اس قابل تقلید خصوصیت کا اتباع نصیب فرمائیں اور خدانخواستہ کسی وقت اس مفروضہ عزت میں یہ تعلیم رکاوٹ بھی بن جائے تو بھی ہمارا عقیدہ یہی ہو کہ

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے لئے، لیکن منافق جانتے ہی نہیں۔

اور ؎

کامیابی خارج از ملت سے ناکامی بھلی
لطف دشمن سے جو شہرت ہو تو گمنامی بھلی
بیوفا سمجھیں تمہیں اہل حرم اس سے بچو
دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی
پختہ ہو کر اپنی شاخ دین سے ہوتا ہے جدا
اے ثمر چشم محبت میں تیری خامی بھلی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک باد تو ان لوگوں کو ہی دی ہے جو دنیا کی نظروں میں بے قدر ہونے کے باوجود دین سے چمٹے رہیں۔ ارشاد ہے:۔

بدا الاسلام غریبا وسیعود کما بداء فطوبی للغرباء

بلکہ دنیوی عزت کی خاطر دین پڑھنے والوں کو وعید شدید سنائی ہے:۔

من تعلم علما یصرف الیہ وجوہ الناس۔ لم یرح رائحۃ الجنۃ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم

جو اس لئے دین کا علم پڑھے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں اسے

(باقی ص۱۶ پر)

عہد کی پابندی

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلابی کردار

مولانا اخلاق حسین قاسمی

آج کی مہذب اور تعلیم یافتہ دنیا بدعہدی کو ایک کامیاب سیاسی اصول کے طور پر قبول کر چکی ہے۔

انفرادی اور ذاتی معاملات میں ایک انسان عہد کی پابندی کرتا ہے، وعدے کو پورا کرتا ہے۔ لیکن وہی انسان سیاسی مصلحت کے لئے بڑے سے بڑے عہد کو توڑ دیتا ہے، بڑے سے بڑے وعدہ سے پھر جاتا ہے۔

ذاتی طور پر یہ بڑا شریف آدمی ہے، بڑا مہذب اور نیک انسان ہے۔ لیکن قوم و ملک کے سیاسی مفاد کے لئے یہ بڑے فخر کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے، بدعہدی کرتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے اور اس میں نہ شرم محسوس کرتا ہے نہ اسے کوئی عیب سمجھتا ہے۔

یہ آج کی مہذب اور شائستہ دنیا کا حال ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جہالت کے اندھیرے میں گھری ہوئی دنیا کا کیا حال ہوگا۔

وہ دنیا علم و تہذیب سے کوری تھی پھر اس جہالت کی ماری دنیا کے نزدیک عہد کی پابندی اور قول و قرار کی کیا وقعت ہوگی؟

اس دور میں ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کی تعلیم انقلابی ہدایات پر مشتمل تھی۔ آپ کا عملی کردار بھی دنیا کے لئے انقلاب کی عظیم دعوت تھا۔

آپ نے حکم دیا۔

"جب عہد کر لو تو اس عہد کو پورا کرو، ہر حال میں پورا کرو، ہر صورت میں پورا کرو۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"تم اس عورت کی طرح نہ بن جانا جو اپنے ہی ہاتھ کا کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔"

اے عرب کے لوگو! تم اپنی قسموں کو دغا و فریب کے طور پر کام میں لاتے ہو تاکہ ان قسموں کی آڑ میں ایک قوم دوسری قوم سے مالداری اور عزت میں بڑھ جائے۔

یہ قرآن کریم کی ہدایت ہے۔

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کی پابندی کے لئے جو مکمل انقلابی قانون بنایا اس قانون میں یہ ضروری ہے کہ انسان ہر حال میں اپنے کیے ہوئے عہد کو پورا کرے۔

جنگ کا میدان ہو یا صلح کی حالت، عہد کی پابندی ہر صورت میں ضروری ہوگی۔

بدعہدی کرنے سے قوم و ملک کو کتنا ہی بڑا سیاسی فائدہ پہنچنے والا ہو تم اس فائدہ کی پرواہ نہ کرو۔ عہد پر قائم رہنے سے تمہیں کتنا ہی عظیم سیاسی نقصان کا اندیشہ ہو تم اسے برداشت کرو۔

بدعہدی سے جو اخلاقی اور روحانی نقصان پہنچتا ہے اس نقصان کو بڑے سے بڑا مالی فائدہ بھی پورا نہیں کر سکتا۔ عہد پر قائم رہنے والی قوم جو اخلاقی ساکھ دنیا میں قائم کر لیتی ہے بڑے سے بڑا سیاسی اور مادی فائدہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

یہ ہے ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قانون کی ہدایت عہد کی پابندی کا یہ لازمی قانون انفرادی معاملات میں جس قدر اہم ہے قومی اور ملکی معاملات میں بھی اتنا ہی ضروری ہے آج کا انسان نیشنلزم اور وطن پرستی کے دور میں اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کہ عہد کی پابندی کے لئے انسان اتنا سخت اور پکا ہو سکتا ہے اور پھر اسے دنیا میں کامیابی بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے اس کی مثال پیش کر کے دکھا دی۔

اسلامی تاریخ میں بدر کی لڑائی حق و باطل کا پہلا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ حق کی طاقت قلیل تھی، مجاہدین اسلام باطل پرستوں کے مقابلہ میں اقلیت میں تھے۔ تین سو تیرہ اور ایک ہزار کا فرق تھا۔ یہ فرق معمولی نہ تھا۔

پھر مسلمان بے سر و سامان تھے۔ اور دشمنانِ حق ساز و سامان سے لیس تھے۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کو ہر ممکن امداد کی ضرورت تھی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی غنیمت معلوم ہوتا تھا۔

اب غور کیجئے۔ موت و زندگی کی کشمکش میں گرفتار مٹھی بھر مجاہدینِ حق میدانِ جنگ میں کھڑے ہیں۔

دو قریشی مکہ سے مدینہ روانہ ہوتے ہیں انہوں نے قریش کے لشکر کی تیاریاں اور ابوجہل کے گروہ کی شان و شوکت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی ان کے دل میں خیال آیا، بڑا نازک وقت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ لشکر ابوجہل مجاہدینِ حق پر غلبہ حاصل کر لے۔ یہ وقت مسلمانوں کی مدد کا ہے۔

یہ خیال حذیفہ اور ان کے والد کو مکہ سے مدینہ کی طرف لے کر چلتا ہے۔ راستے میں دشمنانِ حق انہیں روک لیتے ہیں پوچھتے ہیں "کیا رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنے جا رہے ہو؟"

حذیفہ بولے "ہم تو مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں" دشمنوں نے ان سے عہد لیا کہ اگر تم مسلمانوں کی مدد نہ کرو تو جا سکتے ہو۔ ان لوگوں نے عہد کر لیا۔

عہد لینے کے بعد ان دونوں کو کفار نے چھوڑ دیا۔ یہ دونوں حضرات کفار سے چھوٹ کر سیدھے بدر کے کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور تمام واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ سن کر فرمایا:۔

"تم دونوں واپس لوٹ جاؤ اپنے عہد پر قائم رہو۔ ہم تو اپنے خدا سے مدد مانگیں گے"

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو واپس کر دیا۔ اپنی مدد کے لئے لشکرِ اسلام میں شامل نہیں فرمایا۔

(باقی ص ۱۶ پر)

از سید نورالحق طورو (مردان)

دیارِ حبیب سے ایک عاشق رسول کا مکتوب

"یہ خط محترم حاجی ظہورالحق صاحب نے اپنے ایک دوست کو دیارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھیجا ہے ۔ موصوف حضرت مولانا حافظ لطف الرحمٰن صاحبؒ فاضل دیوبند (شاگرد رشید حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ) کے فرزند ارجمند اور حضرت مولانا سید امین الحق صاحب فاضل دیوبند قادری مدظلہ (شیخوپورہ) کے بھتیجے ہیں جو طورو (ضلع مردان) کے ایک قدیمی علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں"

مدینہ منورہ ۔ ۱-۴-۶۷

برادرم! السلام علیکم :۔ گنبد خضرا کے سامنے ایک عالی شان محل کے ایک مرمرین کمرے میں بیٹھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں

اے خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خوشا شہرے کہ آنجا دلبر است

میں مراسم حج کو زیارت بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد پہنچا ہوں دھڑکتے ہوئے دل اور پرنم آنکھوں کے ساتھ جب ہم ظہر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہو گئے ۔ تو نماز عصر پڑھے بغیر باہر جانے کو جی نہیں چاہتا تھا ۔ نماز عصر کے بعد جب ہم تاجدار مدینہ کے روزہ اطہر کے سامنے وفور شوق میں نذرانہ درود و سلام پیش کرنے لگے ۔ تو کسی منچلے نے میرے رفیق سفر کی جیب سے پندرہ سو روپے کا بٹوہ نکال لیا اور یہی ہم دونوں کا مشترکہ سرمایہ تھا تقریباً نو سو روپے ٹریولنگ چیک کی شکل میں اور باقی نقدی تھی جس میں دو سو روپے میرا زائد حصہ تھا ۔ حرم سے نکل کر جب کوکا کولا پینے کے لئے اس نے پتلون کے جیب کا بٹن کھولنا چاہا تو بیچارے کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں ، اب کیا ہو گا یہ کیسے ہوا ، جس سے واقعہ بیان کیا اس نے ملامت کی اور نصیحت کی ، یا مذاق اڑایا ، نہ کوئی چارہ ساز تھا اور نہ کہیں غمگسار!

روز مرہ کے خرچ کے لئے میرے پاس دس روپے تھے اور کھانا پینا وغیرہ معلم کے ذمہ تھا لیکن مفت کی مے پینا کسی غالب فاقہ مست کا کام ہو سکتا تھا ، میں نے ساتھی سے کہا ، بھائی ہمارا مولا کریم ہے اور نبی بھی کریم ہیں ہم دو کریموں کے ہوتے ہوئے انشاء اللہ بے آسرا نہیں ہوں گے ، ۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

خدا خدا کرکے تیسرے دن گم شدہ چیک پولیس کے ذریعے موصول ہوا ۔ اور باقی نقد رقم ضائع ہو گئی ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔

مسجد نبوی ہے اور روضہ اطہر ہے اور ہم

ذرکیہ سترگے لگوہ وقدم لا رہ نہ دہ
حضرت پہ اںخے قدم نہ دوسرہ خوارہ نہ دہ

ترجمہ ۔ اے دل آنکھیں بچھا کہ یہ قدم رکھنے کا مقام نہیں ۔ کیونکہ اس مقدس سرزمین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہے

اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
دن ہیں تو یہی دن ہیں راتیں تو یہی راتیں

نماز فجر کے بعد اکثر جنت البقیع چلے جاتے ہیں ، یہ ابو سعید خدریؓ اور فاطمہؓ ام علیؓ مرتضٰی کے مزارات ہیں — یہ سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان بن عفانؓ شہید کا مرقد ہے — وہ کونے پر دائی حلیمہؓ کی قبر ہے — اس طرف امام دارالہجرۃ سیدنا مالک رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں ۔ ساتھ ہی ان کے استاد حضرت نافعؒ ابدی نیند سو رہے ہیں — وہ دیکھو سیدنا ابراہیمؑ فرزند رسولؐ کے مزار پر ہجوم ہے ۔ جس کے قریب ہی سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ ، سعد بن ابی وقاصؓ ، سیدنا سعد بن معاذؓ ، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور دوسرے اکابرین مدفون ہیں ، عم رسول حضرت عباسؓ ۔ سیدہ نساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہراؓ ، حضرت حسن بن علیؓ ، امام زین العابدینؓ ، سیدنا محمد باقرؒ سیدنا جعفر صادقؒ ایک ہی احاطہ میں مدفون ہیں ۔

اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے ایک ساتھ علیحدہ مقابر ہیں ، غرض کیا بتاؤں یہ مقبرہ ، یہ سنسان مگر آباد خطہ اسلام کی عزت گم گشتہ کا ایک دفینہ ہے ، اور یہاں کے گوشے گوشے پر ایمان ، جہاد اور عشق و محبت کی تاریخ کندہ ہے ، رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین

مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا مزار اور شہدائے احد کے آثار ہیں اس سے پہلے مسجد قبا آتی ہے ۔ جہاں حضور نے مدینہ آنے سے پہلے قیام فرمایا تھا اور جس کو "لمسجد اسس علی التقوی" کا خطاب ملا ، غرض کیا بتاؤں مدینہ کے ایک کانٹے پر اقبالؒ نے جنت کے سو گلستانوں کو نثار کیا تھا ، مقدس مقامات ہیں ، میں نے باچا صاحب (مولانا سید صمدانی باچہ صاحب پشاور) اور آپ سب احباب کو یاد کیا ہے اور کرتا رہوں گا انشاء اللہ ۱۲ اپریل کو میں کراچی پہنچ جاؤں گا

والسلام ۔ ظہورالحق

ارمغانِ نعت

مضطر گجراتی

ہر ذرہ جواہر ہے تو ہر خار کلی ہے
میرے لئے فردوس مدینے کی گلی ہے

آقائے دو عالم کا سراپائے منور
افسانہ کونین کا عنوان جلی ہے

ہر صبح مدینہ میں ہے امین کی تجلی
ہر شام یہاں نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

ظلمت کدہ دہر ہوا مطلع انوار
صدیوں کی جہالت تری برکت سے ٹلی ہے

صحراؤں میں جب تجھ کو محبت نے پکارا
پھر لو بھی نسیم سحری بن کے چلی ہے

ہنگامۂ باطل سے دبی ہے نہ دبے گی
یہ قوم جو شمشیر کے سائے میں پلی ہے

قرآن کی آیات سے مجھ پر یہ کھلا راز
اللہ ولی اس کا ہے تو جس کا ولی ہے

بے خوف و خطر منزل مقصد کو رواں ہیں
جن سینوں میں توحید کی قندیل جلی ہے

اللہ رے عز و شرف راہ مدینہ
پتھر بھی لگے ہاتھ تو سونے کی ڈلی ہے

تا حشر فضا کر نہ سکے گی مجھے خاموش
مضطر میرے سینے میں نوائے ازلی ہے

(۳)

تو شرفِ صحبت بہت بڑا شرف ہے میرے بزرگو! اس لئے میں کبھی کبھی اولیاء اللہ کے حالات بیان کرتا رہتا ہوں — یہ سارا درس قرآن ہے۔ ہمیں قرآن کس نے سکھایا؟ انہوں نے ہی سکھایا۔ ہم اگر ان کے قریب نہ ہوتے تو ہمیں قرآن آتا؟ ہم قرآن کے قریب ہوتے؟ اللہ تعالیٰ آپ بھائیوں کی محنتوں کو قبول فرمائے، آپ بھائی سارے اکٹھے ہو جاتے ہیں آخری اتوار کے دن — کیوں؟ اللہ کے نیک بندوں کی مجلسوں میں آپ بیٹھے، ان ہمارے بھائیوں نے یہ سارا اہتمام کیا۔ آج تیسرا سال الحمد للہ شروع ہے۔ یہ ان کا کمال نہیں ہے۔ یہ ان کے شیخوں کا کمال ہے جنہوں نے ان کے دلوں میں قرآنی بصیرت کو راسخ کیا۔ اللہ مجھے بھی، آپ کو بھی اپنے مشائخ کے طرزِ عمل پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی دوستوں کا واقعہ عرض کر رہا تھا۔ وہ لوگ ہمیشہ جب تقریر کرتے ہیں تو ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہماری جو نظریں مادی دنیا پر لگی ہیں ان کو ہٹا کر روحانی دنیا پر لگا دیں — اور روحانی زندگی تب حاصل ہو سکتی ہے جب ایمان بالغیب ہو — تو ہمارے ایک تبلیغی دوست نے مثال دی۔ مجھے بہت پسند آئی۔ اور یہ مثال ویسے بھی روحانی علماء نے لکھی ہے۔ پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ تو بھائی آج اگر اس سائنس کی دنیا میں ایک ایسا آلہ ایجاد ہو جائے۔ کہ جو بچہ ابھی پیدا نہیں ہوا، چند دنوں کے بعد پیدا ہونے والا ہے ہم اس کو یہاں سے بذریعہ ٹیلیفون یہ اطلاع کر دیں کہ اے بچے! تو جس زندگی میں رہ رہا ہے یہ تیرا بڑا تنگ مکان ہے، تھوڑے زمانے کے بعد تو ایسی زندگی میں آ جائے گا جہاں بڑی بڑی سڑکیں ہیں، جہاں بڑی پارکیں ہیں، جہاں ایک سورج ہے، ایک چاند ہے، پانی کے دریا ہیں، سمندر ہیں، پہاڑ ہیں، کارخانے ہیں، ملیں ہیں اور بہت کچھ ہے۔ تو وہ یہ کہے گا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ غلط کہتے ہو۔ اس جہان کے سوا کوئی اور جہان بھی ہے؟ لیکن جس بچے نے کہنے والے کی بات کو تسلیم کر لیا وہ خود آ کر دیکھ لے گا واقعی بات ٹھیک تھی۔ اور جس نے تسلیم نہ کیا اسے دستِ افسوس ملنا پڑے گا کہ کاش میں اس کی بات کو مان لیتا — بالکل اسی طرح ہماری یہ زندگی جو ہے دنیا کی زندگی، یہ ایک اعتبار سے ماں کے رحم میں ہم ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہاں سے ہم چلے جائیں گے اور دوسری زندگی ہوگی جو اس سے بڑی وسیع زندگی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی بات کو مانا اور اس زندگی کے لئے محنت کی۔ اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو جھٹلایا۔ اور اس زندگی کے لئے محنتیں نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس زندگی کے لئے محنت کرنے والا بنائے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ دیکھئے پہلے جو سورت گذر چکی ہے۔ سورت الانعام — اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ تم سب نے اپنے رب کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ط تو اللہ تعالیٰ تمہیں بتا دیں گے جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔ کوئی کہتا تھا قیامت نہیں، کوئی کہتا تھا جنت ہے، کوئی کہتا تھا جنت نہیں۔ کوئی کہتا تھا دوزخ ہے، کوئی کہتا تھا دوزخ نہیں تمہارے اس اختلاف کی خبر تمہیں ہو جائے گی، تھوڑی سی دیر ہے یہ نقشہ ہرن ہو جائے گا۔

فَسَوْفَ تَرٰی اِذَا انْکَشَفَ الْغُبَارُ
اَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِکَ اَمْ حِمَارٌ

فرمایا جب یہ پردہ ہٹ جائیگا (غبار) تو پتہ چل جائے گا کہ تو گھوڑے پر سوار تھا یا گدھے پر سوار تھا — تھوڑی سی دیر ہے یہ نشہ ہوا ہو جائے گا۔ کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اس وقت تیری نیکیاں تجھے کام آئیں گی۔ اگر تو نے اللہ کی باتوں پر یقین کیا تو دیکھ لے موت کے وقت اللہ کے فرشتے تیرا استقبال کریں گے۔ روحانی بزرگوں کی روح تیرے سامنے آ کر تیرا استقبال کریں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ (یہ میں نے "الفرقان" کے مجدد نمبر میں پڑھا تھا) حضرت مجدد الف ثانی رح کے حالات میں ہے کہ جب ان کا وصال ہو رہا تھا تو آپ فرماتے ہیں کہ ہٹ جائیے۔ میں دیکھ رہا ہوں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت مجھ پر بڑی مہربانی کر رہی ہے — یہ بات انہوں نے کہی ہے۔

جس زمانے میں میں دیوبند میں پڑھتا تھا مولانا بشیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ان کے متعلق بھی یہ بات مشہور تھی۔ مولانا بشیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو تھے وہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کلکتہ میں تھے۔ جب مولانا بشیر حسن صاحب رح کا وصال ہوا۔ تو انہوں نے اپنی موت کے وقت فرمایا۔ کہ "آگے سے ہٹ جائیے، میرے شیخ تشریف لا رہے ہیں" چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

تو اللہ کے نیک بندوں کی روحانیت بھائی اس وقت بھی کام آتی ہے۔ زندگی میں بھی رہنمائی فرماتے ہیں (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہے) اور موت کے وقت بھی کام آتی ہے، قبر میں

بھی کام آتی ہے اور قیامت میں بھی انشاء اللہ کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بروں سے بچائے۔

ابھی ہمارے ایک دوست کہہ رہے تھے۔ ہم سب کے بہت بڑے مکرم اور معظم، ملّتِ اسلامیہ کے درخشندہ ستارے، قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا ہے دو تین دن ہوئے — (۲۳ر نومبر ۱۹۶۶ء) ابھی ایک دوست بتا رہے تھے کہ جب ان کے وصال کا وقت آیا تو اس سے پہلے وہ بے ہوش تھے۔ پھر ہوش آیا تو کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ کا نور برس رہا ہے، اللہ کے نیک بندے آ رہے ہیں، ہٹ جایئے ان کو جگہ دیجئے بیٹھنے کے لئے — اور تھوڑی دیر کے بعد ان کا وصال ہو گیا — اللہ ان کی قبر کو پُرنور فرمائے — اللہ ان کے جسم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ اللہ تعالےٰ ملّتِ اسلامیہ کو ان کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ اللہ تعالےٰ ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ قاضی صاحب حقیقت میں ہمارے مسلمانوں کے لئے بہت بڑے ہادی و رہنما تھے۔ افسوس ہے کہ مسلمان ان کی پوری قدر نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ملّت میں جو ہمارے دینی قائد اور رہنما موجود ہیں اللہ تعالےٰ ان کو صحت اور عافیت کے ساتھ عمرِ طویل عطا فرمائے۔

تو یہاں پر بھی فرمایا۔ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ۔ تُو نے پھر اپنے رب کی طرف آنا ہے۔ پھر تجھے پتہ چل جائے گا جن باتوں میں تو اختلاف کر رہا ہے — تو سورتِ اعراف میں میرے بزرگو اگلے جہان کا کچھ تھوڑا سا حال بیان فرما دیا اس لئے مناسبت میں عرض کر رہا ہوں سورت اعراف کی سورت الانعام کے ساتھ ایک مناسبت یہ بھی ہے۔ قیامت کے تین حصے ہیں۔ قیامت کی زندگی، قیامت کا جو میدان ہے میرے بزرگو! اُس جہان کا جو جغرافیہ ہے وہ قرآن نے سورتِ اعراف میں بیان کیا کہ اس جہان کا جغرافیہ یہ ہے کہ ایک حصہ ہے جنت کا، ایک حصہ ہے دوزخ کا، وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ اَعْرَافٌ۔ اور جنت اور دوزخ کے درمیان ایک حصہ ہے جس کا نام ہے اعراف۔ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ — اعراف اُونچی ہوگی۔ اعراف والوں کی نظر دونوں طرف جائے گی۔ جنت کو بھی وہ دیکھیں گے، دوزخ کو بھی وہ دیکھیں گے۔ آواز سمٹ جائیگی، پھیلاؤ کم ہو جائے گا، مادیت کم ہو جائیگی اب تو میری آواز چند گزوں تک جاتی ہے۔ پھر جنت میں — اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی لے جائے، کئی کئی میلوں اور کوسوں تک ہماری آواز جائے گی — اور جہنم سے اللہ تعالیٰ سب حاضرین کو بچائے، اللہ سب مسلمانوں کو بچائے تو فرمایا ایک حصہ ہوگا جنت کا اُسے جنت کہیں گے، ایک حصہ ہے جسے جہنم کہیں گے۔ اور جنت اور جہنم کے درمیان ایک جگہ ہے جس کا نام ہے اعراف۔ چونکہ وہ اونچی ہوگی تاکہ وہ جنتیوں کو بھی دیکھ لیں اور جہنمیوں کو بھی وہ دیکھ لیں اور اس مناسبت سے اس کا نام ہے اعراف۔ اور اعراف پر کون ہوں گے؟ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ — اعراف پر ایسے لوگ ہوں گے (ویسے تو لفظ رجال کا، رجال جمع رجل کی ہے، رجل کے معنی مرد۔ لیکن یہاں پر مراد مرد اور عورت دونوں ہیں) اعراف پر کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو جنت میں بھی نہیں جا سکیں گے، جہنم میں بھی نہیں جا سکیں گے۔ وہ جنتیوں کو بھی دیکھیں گے، وہ دوزخیوں کو بھی دیکھیں گے ان کے اعمال ایسے ہوں گے کہ جہنم میں وہ نہیں جائیں گے لیکن ایسے اعمال بھی نہیں ہوں گے کہ جنت میں جائیں تو وہ درمیان میں ہوں گے، نہ جنت میں، نہ دوزخ میں۔ وہ کون لوگ ہوں گے؟ اس پر علمائے اسلام نے بڑی لمبی بحث کی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ منافق ہوں گے لیکن یہ بات ذرا زیادہ مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ بعض علمائے تفسیر نے حدیثیں نقل فرمائیں کہ جس وقت اعراف والے جنتیوں کو دیکھیں گے۔ وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ خواہش کریں گے کہ اللہ! ہمیں بھی ان کے ساتھ ملا دے۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کی یہ دعا قبول فرمائیں گے اور انجام کار اُن کو جنت میں بھیج دیں گے۔ لیکن جو منافق اعتقادی ہیں اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ منافقینِ اعتقادی، جنھوں نے عقیدہ رکھا ہے اسلام کے خلاف اور زبان سے اسلام کی باتیں کرتے رہے — (عقیدہ — عمل نہیں) منافقینِ اعتقادی جہنم میں جائینگے۔

اب وہ کون سے لوگ ہیں؟ اس لئے میرے بزرگو! بعض علمائے تفسیر نے یہ فرمایا کہ اعراف پر وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ نیکیاں بھی ٹھیک، بدیاں بھی ٹھیک۔ اب کسی میں ترجیح نہیں۔ برائیاں زیادہ ہوں تو جہنم میں جائیں، نیکیاں زیادہ ہوں تو جنت میں جائیں، دونوں برابر ہیں تو اس لئے جب وہ یہ خواہش کریں گے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ تو اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو انجام کار قبول فرما کر اُن کو جنت میں بھیج دیں گے — ایک تو یہ قول ہے۔

اور ایک یہ قول ہے میرے بزرگو! علامہ قرطبی وغیرہ نے نقل فرمایا — کہ اعراف میں وہ لوگ ہوں گے، وہ مرد و زن ہوں گے، وہ مرد اور عورتیں ہوں گی جنھوں نے دنیا میں بڑی نیکیاں کی ہوں گی، ساری نیکیاں کی ہوں گی۔ جنت کے مستحق ہوں گے۔ اس اعتبار سے، لیکن ماں باپ ان سے ناراض ہوں گے، اللہ ان کو جنت میں نہیں لے جائے گا۔ اعراف پر وہ لوگ ہونگے (بات سمجھ آتی ہے) فرمایا ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جنھوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا ہوگا۔ مجاہد ہوں گے۔ اپنی جانوں کے پرزے اُڑا دیئے ہوں گے میدانِ جنگ میں، لیکن ماں باپ ناراض ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ جہنم میں تو نہیں بھیجیں گے۔ کیونکہ وہ نیکیاں کی ہیں لیکن جنت سے بھی محروم رکھیں گے کہ ماں باپ ناراض ہیں۔ اس کی تقویت ہوتی ہے اس حدیث سے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض لوگ وہ ہیں جو جنت میں داخلہ تو بجائے خود رہا جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوں گے اُن میں سے ایک مُدْمِنُ الْخَمْرِ (ہر وقت شراب کے نشے میں چُور رہنے والا

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

محمد عثمان غنی۔ بی۔ اے

یہ بوریہ نشین

مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور مختصر دورہ پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور دارالحدیث کے وسیع ہال میں ایک فاضل دارالعلوم مولوی جان محمد صاحب ساکن ڈبری، تھانہ لکبندہ تحصیل سنڈیمن ضلع ژوب کی دستار بندی فرماتے وقت اپنے کندھوں سے چادر اتار کر اُن کے کندھوں پر ڈال دی دستار کے پیچ باری باری اکابر علمائے دارالعلوم اور حضرت مدظلہ نے دیئے۔ حضرت اقدس کے خطاب سے قبل شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے بھی ایک نہایت عمدہ تقریر فرمائی۔ ذیل میں دونو بزرگان کرام کی تقاریر کا قلمی ریکارڈ پیش خدمت ہے۔ محمد عثمان غنی بی اے

حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے ارشادات گرامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم بزرگو! آپ کی خدمت میں میری لب کشائی ان اکابر کے سامنے گستاخی ہے۔ اور کچھ ارادہ بھی نہیں ہے صرف یہ عرض کرنا ہے۔ کہ ہم ناچیزوں پر ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی جو نہایت شفقت ہے۔ اور جو ذرہ نوازی اُنہوں نے فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے بدلے میں دنیا اور عقبیٰ کے بلند سے بلند درجوں پر انہیں فائز کرے ہماری خوش قسمتی ہے۔ کہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور اکابر اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جیسا کہ ان بزرگوں کی ہمارے اوپر شفقتیں تھیں۔ اُسی طرح یہ بھی دعاؤں میں یاد فرماتے رہتے ہیں۔

تقریباً ایک ہفتے کا واقعہ ہے۔ ایک صالح نوجوان نے مجھ سے ایک بات بیان کی (اور غالباً حضرت مولانا کو اس کا علم نہیں) اُس نوجوان نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ اس تلاش میں سرگرداں تھا۔ کہ خواب میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ میں اُن سے لپٹ گیا۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ تم لاہور کیوں نہیں جاتے جب تک میرے بچے میری سنت کی پیروی کریں گے یہ فیوضات جاری رہیں گے تو اس نوجوان نے پھر لاہور جا کر حضرت مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی .... میں نے اُس سے پوچھا کہ تو نے حضرت سے ذکر کیا؟ اُس نے کہا نہیں۔

اس دارالعلوم کے ساتھ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو جو قلبی تعلق اور خصوصی توجہ تھی اور مجھ ناچیز کے ساتھ جو شفقت فرماتے تھے میں کیا عرض کروں یہ موجودہ بلڈنگ جو آپ دیکھ رہے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کی پشت پر نہ کوئی دولت مند ہے نہ حکومت کا تعاون ہے۔ نہ رجال کار ہیں۔ بس چند افراد کا خلوص ہے۔ جن کے ظاہری وسائل کچھ بھی نہیں۔ یہ کام اللہ چلاتا ہے۔ اور ان بزرگوں کی روحانی توجہات اور دعاؤں کی برکات ہیں۔

رمضان المبارک میں اس دارالعلوم کے اکثر و بیشتر فضلاء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دورہ تفسیر میں شرکت کرنے کے لئے لاہور جایا کرتے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہر خطبے میں بڑی عنایت اور شفقت سے دارالعلوم حقانیہ کے لئے دعائیں فرمایا کرتے تھے۔

جب اس دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور سالانہ جلسوں میں بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی۔ اور کہیں تشریف لے گئے۔ میں ساری رات اُن کی تلاش میں گھومتا رہا۔ ہجوم زیادہ تھا۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد میں آرام فرمایا۔ اور صبح کو گاڑی میں چلے گئے۔ یہ وہی زمانہ تھا۔ جب فالج کا اثر تھا۔ ایک دفعہ ٹکٹ لیا ہوا تھا۔ اور گاڑی بھی تیار تھی۔ مگر فالج کے اثر کے باعث زیادہ بیمار ہوگئے۔ اور تار دے دیا کہ آنے سے قاصر ہوں مگر دل تمہارے ساتھ ہے۔

آج آپ حضرات جو تھوڑے بہت مسلمانوں کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ یہ انہی اکابر کی شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ ہے جہاں جس ملک میں انقلاب آتا ہے۔ وہاں حالات بدل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مذہب بھی بدل جاتا ہے۔ ہندوستان جب متحدہ تھا ۱۸۵۷ء کے جہاد کے بعد کس قدر مظالم یہاں ہوئے؟ علماء کو ختم کیا گیا، مناظرے کئے گئے، ایسی کوئی کمی نہیں جو برطانیہ نے چھوڑی ہو کہ ہندوستان سے اسلام ختم ہو جائے لیکن الحمد للہ اس ایک سو پچاس سال کے عرصہ میں بھی اسلام باقی رہا اور آج بھی پہلے سے زیادہ درخشاں ہے

دیوبند کے علماء و فضلاء نے قرآن پاک کی ایک ایک آیت کی تفسیر اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شرح لکھی ہے۔ کہ اُس کی نظیر نہیں ملتی۔ لیکن اللہ کی شان ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ بڑے ذہین تھے وہ اشارے سمجھتے تھے، ہم غبی ہیں اُنہوں نے ہمارے لئے جواہرات کو نکھار دیا

آج اسلام پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔ کسی بھی مسئلہ کو آپ لیں۔ انشاء اللہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کی وضاحت اور تفاسیر ملیں گی انقلاب ہندوستان پر آیا۔ لیکن اللہ نے مسلمانوں کو مذہبی انقلاب سے بچایا۔ اگر ۱۸۵۷ء کے بعد یہ مدرسہ دیوبند میں قائم نہ ہوتا تو جیسا کہ ایران عراق، مصر اور دیگر اسلامی ممالک میں اسلام نہیں، ہندوستان میں بھی اسلام ختم ہو جاتا۔ جہاں الٹ پلٹ ہوتے ہیں وہاں مذہب بھی ختم ہو جاتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دین قیامت تک باقی رہے گا کوئی چاہے کتنا بھی اسلام کو مٹانے کی سعی کرے، ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی

ہمارے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس وقت وہ طائفہ حق ہندوستان میں ہے لیکن وہ بھی اب رخصت ہو رہا ہے۔

جس وقت پاکستان بنا تھا اس وقت بزرگوں نے فرمایا تھا۔ کہ ہم غلامی سے تو آزاد ہو گئے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ مذہب سے بھی "آزاد" ہو جائیں۔ اگر دین کے مراکز نہ ہوں۔ تو اس ملک سے دین ختم ہو جاتا ہے۔ بے دینی آجاتی ہے۔ کمیونزم پھیل جاتی ہے۔ یہ ان بزرگوں کی فراست تھی۔ وہ سمجھ رہے تھے۔ کہ اس ملک میں مذہب کو محفوظ رہنا چاہیئے۔

جو شرحیں اور تفاسیر ہمارے اکابر نے لکھی ہیں۔ ان کی ضوپاشیوں سے سارا عالم راہ ہدایت دیکھ سکتا ہے۔ ان بوریہ نشینوں، ان بھوکوں اور فقیروں نے امت پر وہ عظیم احسانات فرمائے کہ آج ہماری نظریں فرط ادب سے ان کے مقدس نام بھی لیتے وقت جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑہا رحمتیں ہوں ان قدسی صفات بزرگوں پر جنہوں نے دین احمد کی آبیاری کی۔

عبداللہ بن اُبی جو مالدار تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ عزت والے ذلیلوں کو نکالیں گے۔ آج عبداللہ بن اُبی، فرعون اور ابی لہب کا نام و نشان بھی نہیں رہا لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی چاردانگ عالم میں اب تک گونج رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تا قیامت گونجتا رہے گا۔ ابھی ابھی میں نے ایک جملہ سنا کہ پہلے ایک دیوبند تھا۔ اب ہر شہر میں دیوبند بن گیا ہے۔ خدا کرے۔ کہ یوں ہی ہو۔ اب ہم سمجھے۔ کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فالج کے مارے ہوئے بھی اکوڑہ خٹک آتے تھے۔ ان کی دوربین نگاہیں بھانپ چکی تھیں کہ دین کی حفاظت کرنی ہے، تو پھر دین کے حصار جگہ جگہ بنانے چاہئیں یہی دینی مدارس ہی تو دین کے قلعے ہیں یہ مدارس اگر ترکی، ایران، کابل میں ہوتے تو یہ حالت وہاں نہ ہوتی۔ آج چلّا چلّا کر کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ کیا کیا کہ ہر جگہ مدرسہ بن گیا ہے۔ اور مولوی جو بات منہ میں آتی ہے۔ کہتا ہے۔ خدا کی بات ہی کہتا ہے۔ مولوی اور کیا کہتا ہے؟ دراصل دکھ اس بات کا ہے۔ کہ مولوی ایسا کرنے والوں کے دل کی تمنا نہیں پوری ہونے دیتا۔

اکابر نے آزادی کے فوراً بعد اس وادیٔ غیر ذی زرع میں دارالعلوم حقانیہ داغ بیل ڈالی۔ ایک دفعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ساتھ کیوں اس قدر شفقت فرماتے ہیں وجہ یہ بھی تھی؛ کہ ایک دفعہ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ نے ان کو لکھا تھا۔ کہ چاہے کچھ بھی ہو آپ حقانیہ کی سرپرستی فرماتے رہیں۔ اس مدرسہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ یہ مدرسہ دین کی حفاظت کے لئے ایک مرکز ہے۔

ہمارے بزرگ صاحبزادہ حضرت مولانا عبیداللہ انور اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم ناچیزوں کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ ان کے آنے سے ہمارے دلوں کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور حوصلہ بڑھتا ہے ان کا یہاں آنا انشاء اللہ ہمارے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنے گا اللہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے، ان کی عمر میں برکت دے۔ اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ کا خطاب

بزرگان محترم و معزز حاضرین، اساتذہ گرامی و طلبہ عزیز! اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ کہ دنیا میں عموماً اور عالم اسلام میں خصوصاً اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لئے جہاں بڑے بڑے دشمنان اسلام اور ان کے ساتھ ساتھ ذیلِ مغرب کی ریشہ دوانیاں مصروف عمل ہیں وہاں علمائے حق بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں ابلیس لعین اور اس کے حاشیہ برداروں پانچ سواروں کو کھلی چھٹی دی وہاں اس نے بعض انسانوں کو پیغمبر بنا کر ارسال فرمایا تو گویا ازل سے تا امروز حق و باطل کی یہ آویزش جاری ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اللہ نے سلسلۂ حق و باطل کی کڑی بنایا۔ اور باطل کا قلع قمع کرنے کے لئے مامور فرمایا۔

یہ دینی مدارس کے علماء و فضلاء روکھا سوکھا کھا کے موٹا جھوٹا پہن کے قرآن و حدیث کے علوم سے اپنے سینے کو منور کرتے ہیں۔ ان میں سے کل کو کوئی محدث ہوگا، کوئی فقیہ ہوگا۔ کوئی مرشد اور ہادی ہوگا اور کوئی مسجد و محراب کو زینت بخشے گا اور منبر کا خطیب ہوگا۔ اور اسلام کی توقعات پوری کر دکھائے گا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ

ہمارے اساتذہ مبارکباد کے مستحق ہیں قانون اسلام کے لئے قربانیاں دینا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ کار پیغمبراں ہے میں آپ حضرات کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ آپ بوریہ نشینوں کو اللہ تعالیٰ نے اس ارفع و اعلیٰ مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چن لیا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ ہی لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی رحمتیں ہامانوں، قارونوں، فرعونوں اور نمرودوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ دیکھنے میں آپ کمزور ہیں مگر نصرت حق آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کی غیبی طاقتوں سے مدد کی جائے گی۔

نہ مجھ میں کوئی صلاحیت ہے نہ کوئی کمال۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں کو سلامت رکھے۔ ہم نے تو انہی حضرات سے تھوڑا بہت علم سیکھا ہے ورنہ ہماری کیا حقیقت ہے ؎

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

چند دن دیوبند رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ میری آنکھیں ان کے اثرات سارے پاکستان میں دیکھ رہی ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم میرے استاذ ہیں۔ یہاں قریب ہی زیارت کاکا صاحب نوشہرہ کے قرب و جوار میں ہے۔ وہاں پر بھی ایک بزرگ اسی نام سے موسوم ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع گل۔ وہ بھی میرے استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی سلامت رکھے۔ وہ حضرت مولانا عزیر گل صاحب اسیر مالٹا اور تلمیذ خصوصی حضرت شیخ الہند کے بھائی ہیں۔ جن دنوں ہم دیوبند پڑھا کرتے تھے۔ تو طلبہ ظرافت کے طور پر امتیاز کے لئے کہا کرتے تھے۔ کہ ایک مولانا عبدالحق صاحب نافع گل ہیں تو دوسرے مولانا عبدالحق انفع گل ہیں۔ یعنی حضرت شیخ الحدیث کو ہم لوگ ان دنوں انفع گل کہا کرتے تھے۔ یہ جملہ زبان زد عام

ہوگیا۔ حضرت کو بھی طلبہ سے بڑی محبت تھی۔

بقول حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب (جو میرے استاذ ہیں حدیث کے) ہمیں آج لوگ اچھے الفاظ سے جو یاد کرتے ہیں۔ تو اس میں ہمارے اکابر کے اخلاق کریمانہ کا ہی اثر ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مجھے اس درسگاہ سے حقیقی محبت ہے۔ جب سنتا ہوں کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب بیمار رہتے ہیں۔ تو دکھ ہوتا ہے۔ باوجود طرح طرح کے عارضوں میں مبتلا ہونے کے بھی یہ مالی کی طرح اس باغ کو پانی دیتے رہتے ہیں۔ ابھی ابھی جس جملے کا حضرت نے ذکر فرمایا کہ "ہم ایک دارالعلوم دیوبند سے تنگ تھے کہ آج ہر شہر دارالعلوم دیوبند ہوگیا ہے" یہ ایک بہت بڑی طاقت نے کہا ہے۔ انڈونیشیا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ وہاں پر اسلام کے خلاف خفیہ مہم چلی۔ اور کمیونزم کو برسر اقتدار لانے کی سعی کی گئی۔ مگر اللہ تعالٰے نے اسلام کو ختم کرنے والوں کو ختم کردیا۔ اور حق کا بول بالا رہا۔

اسلام کی حفاظت کرنے والا۔ خود خالق کائنات ہے۔ اللہ تعالٰے نے وہ طاقت سلب کرلی ہے۔ کہ کوئی قرآن میں تحریف لفظی کرسکے۔ ظاہر ہے۔ کہ انہی علمائے اسلام کو جنہیں علمائے دیوبند کہا جاتا ہے۔ یا فضلائے حقانیہ جو دیوبند ہی سے ملحق ہیں۔ اللہ تعالٰے نے یہ شرف بخشا ہے۔ کہ یہ ہر باطل سے ٹکر لیتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کل دیوبند میں استاذ تھے۔ تو آج دارالعلوم حقانیہ میں ہیں۔ وہی افکار ہیں۔ وہی علوم ہیں۔ اگرچہ یہاں پر وہ پشتو میں تعلیم دیتے ہیں اور وہاں اردو میں دیتے تھے۔ تاہم زبان بدلنے سے افکار وعلوم تو نہیں بدل جاتے میں تو حضرت کی تقریر سن کر حیران ہو رہا تھا۔ کہ دن رات آپ کا معمول پشتو بولنے کا ہے۔ مگر باوجود بیماری کے اور شاید ہی آج کل کبھی دن میں اردو بولنے کا موقع ملتا ہو تعجب ہوتا ہے کہ کھڑے کیسے ہوتے ہیں، دوائیاں کھا کے تو اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اور چند منٹ میں کتنی فصیح وبلیغ اور جامع تقریر فرمائی۔ ان کے چہرے مہرے شکل وشباہت سے وجاہت اور سطوت ٹپکتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے سب پر ...... ہوتی تھی۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ پیٹ پر پتھر رکھتے تھے۔ یہی حال یہاں ہے۔ اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جنگل میں منگل بنا دیا ہے۔ نہ کسی سرمایہ دار کی مدد ہے، نہ کوئی ایڈ ہے۔ نہ گرانٹ ہے۔ بس سراپا اخلاص ہی اخلاص ہے۔

جن اداروں کی پشت پر حکومتیں ہوتی ہیں۔ اور بڑی بڑی رقمیں دیتی ہیں۔ ان سے بھی اتنا کام نہ ہوا۔ جو اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے ایک مرد درویش سے لے لیا۔ ان لوگوں کا کام کچھ بھی نہیں ہوتا۔ مگر پروپیگنڈا بہت ہوتا ہے۔ اور ادھر حالت برعکس ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب شپرہ قسم کے سوا باقی سب اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ دینی مدارس واقعتہً بڑا کام کر رہے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ایک خالصتہً دینی درسگاہ ہے۔ اس سے بڑھ کر...... کوئی مقدس جگہ اور...... ہوسکتی ہے۔ کہ جہاں انوار الٰہی برس رہے ہوں۔ ہر وقت قال اللہ وقال الرسولؐ کے غلغلے بلند ہو رہے ہوں۔ انوار نبویؐ موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے ہوں۔ طلبہ محو علم ہوں۔ مولانا محمد طیب صاحب نے ٹھیک فرمایا تھا۔ کہ دارالعلوم حقانیہ دیوبند کا ایک حصہ اور ٹکڑا ہے۔ یہ حقیقت میں دیوبند ہے۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ انشا اللہ یہاں سے جرعہ نوشی کرنے والے اطراف واکناف عالم میں دین مصطفویؐ کا غلغلہ بلند کریں گے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

یہ کشمکش حق و باطل تو ہمیشہ سے رہی ہے، آج بھی ہے۔ اور آئندہ بھی رہے گی۔ اگر شیاطین کے حواری اسلام کی مخالفت کے منبع ہیں۔ تو یہ دینی مدارس اللہ کے رسول کے غلاموں کے مراکز ہیں۔ اگر سورج نہ ہو تو ظلمت کا پتہ نہیں چلتا

اللہ تعالٰے اس عظیم درسگاہ کو قیامت تک قائم رکھے۔ اللہ تعالٰے ہمارے شیخ کو تا دیر سلامت رکھے

مولانا سمیع الحق صاحب میرے بھائی ہیں اللہ تعالٰے ان کو اپنے عالی مرتبہ باپ کا عکس جمیل بنائے

ع نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو

مجھے ان سے بے حد پیار ہے

غریبانہ مزاج اور مہمان نواز ہیں۔

مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔ کہ اپنے استاذ کے سامنے لب کشائی کرتا ہوں

جب بھی میں یہاں آتا ہوں۔ اپنی سعادت سمجھ کر آتا ہوں۔ کوئی سوات سے آیا ہے۔ کوئی دیر اور چترال سے بلکہ یہ حضرات پاکستان کے کونے کونے میں علوم الٰہیہ کی شمعیں روشن کرینگے جس طرح ندی نالوں سے پانی لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس دارالعلوم سے علوم نبوی کے دریا بہائے اور دوسرے [illegible]رس اس مدرسہ سے جاری کرے۔ اور ہم خوش ہوں۔ آپ حضرات کو اللہ تعالٰے نے اپنے گھر بار چھوڑ کر موٹا جھوٹا پہن کر یہاں سے جرعہ نوشی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالٰے بھرپور حصہ عطا فرمائے اور اپنے اپنے علاقے میں جاکر اسی طرح دین کے چمکتے ہوئے ستارے بننے اور نور ہدایت پھیلانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ جس طرح ریل کی دونو پٹڑیاں کراچی سے لنڈی کوتل تک متوازی چلتی ہیں۔ اسی طرح جہاں اہل حق ہوں گے۔ وہاں باطل بھی مقابلے پر چلے گا۔ ایک پٹڑی کو پیغمبروں کی اور دوسری کو شیطان اور اس کی ذریت کی گزرگاہ تصور کرلیں۔ دینی مدارس کو اللہ تعالٰے سدا ہی قائم رکھے اور ترقی عطا فرمائے۔ اللہ تعالٰے ان کی غیب کے فیض سے مدد فرمائے، کسی کا دست نگر نہ بنائے، توکل سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، کسی مال دار کے وعدے وعید پر تکیہ کرنے سے بچائیے۔ جن لوگوں نے دارالعلوم حقانیہ کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا۔

اُنہوں نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنا لیا۔ اور جنہوں نے دینی مدارس کی توہین کی۔ انہوں نے اپنا گھر جہنم میں بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے کسی شخص کے چاہنے سے دینی مدارس کا وجود ختم نہیں ہوسکتا۔ یہ انشاء اللہ ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ اور ان چراغوں کو پھونکوں سے نہیں بجھایا جا سکتا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جو دینی مدارس خلق خدا کی بے پناہ خدمت کر رہے ہیں۔ اُن کے متعلق تو طرح طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں۔ اور بوگس مدرسوں کے لئے ہر جگہ چندوں کی فراہمی ہو رہی ہے۔ ایسے بوگس مدرسوں کو دین حقہ کے علمبرداروں کے مقابلہ میں لانا کس قدر شقاوت ہے۔ اللہ کے بندوں نے دینی مدارس کو بھی نہیں بخشا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ اللہ اللہ تعالےٰ کی پکڑ بھی بڑی شدید ہے

ع۔ دیر گیرد سخت گیرد مر ترا۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ حق کے نام کو مٹانے کے لئے جو بھی آگے آئے گا۔ وہ خود مٹ جائے گا۔ طاغوتی طاقتیں ہمیشہ ذلیل ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ اب بھی باطل ہی ذلیل ہوگا۔

سمع خراشی کے لئے معافی چاہتا ہوں میں اپنے دل کی بات چھپا نہ سکا۔ اور جو کچھ محسوس کیا عرض کر دیا۔ آپ حضرات کی دعاؤں کا طالب ہوں ــ سیہ کار ہوں۔ ایک ادنیٰ طالب علم ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث نے تو بہت کچھ فرما دیا مگر میں سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ اپنے آپ کو میں بقول علامہ اقبال ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

کے مصداق سمجھتا ہوں۔ بہرحال میں ان اکابر کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ اور آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ دینی مدارس کی اعانت کرتے ہیں۔ وہ اپنی نجات کے لئے کریں۔ مدارس پر احسان نہ سمجھیں۔ یہ تو اپنے آپ پر احسان ہے۔ اللہ تعالےٰ ان مدارس کی غیب سے نصرت فرمائے۔ آمین

بقیہ : درسِ قرآن

شرابی) (اللہ تعالےٰ ہمارے ملک سے شراب کی بدعت کو، لعنت کو دور فرمائے۔ جو ہمارے بھائی، ہماری بچیاں ـــ اب تو لڑکیاں پیتی ہیں، سگریٹ پیتی ہیں، چرسیں پیتی ہیں جو ہماری بچیاں ان بدعتوں میں ملوث ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ان سے محفوظ رکھے) مُدْمِنُ الْخَمْرِ۔ ہمیشہ شراب کے نشے میں چور رہنے والا)

نبی کریم فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ جنت میں جانا تو بجائے خود رہا وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا۔ اور فرمایا۔ عَاقُّ الْوَالِدَيْنِ۔ (ماں باپ کا نافرمان) جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہو۔ جنت میں جانا تو بجائے خود رہا، جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔ تو اس اعتبار سے، اس حدیث کے مطابق وہ شخص جس نے دنیا میں بڑی نیکیاں کی ہوں لیکن ماں باپ اُس کے اُس سے ناراض ہوں تو فرمایا کہ وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔ اور جہنم میں بھی نہیں جائے گا کیونکہ اس نے جو بُرے کام کئے تھے وہ تھوڑے تھے۔ نیکی کے کام زیادہ تھے۔ لیکن ماں باپ کی ناراضگی میرے بزرگو اتنا بڑا ایک عیب ہے اور اتنا بڑا گناہ ہے، اتنی بڑی رکاوٹ ہے کہ ساری نیکیاں ہوتے ہوئے بھی دروازہ نہیں کھلے گا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : برگِ سبز

جنت کی خوشبو بھی نہیں پہنچے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیوی عزت کی لالچ میں اس علم کے پڑھنے کو اس کی تذلیل تصور فرمائیں اور ہم اس لئے اس کو چھوڑتے چلے جائیں کہ ملا بننے میں عزت باقی نہیں رہی۔ ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

جو اللہ والے اپنی قدرت بھر کوشش کر کے اپنی اولاد کو ادھر نہیں لگا سکے وہ یقیناً اللہ کے ہاں معذور ہیں انہیں یہ کوثر روحانی اولاد خلفاء اور تلامذہ کی صورت میں مل چکا ہے۔ ہمارا روئے سخن ان گھرانوں کی طرف ہے جو عزت اور رزق کی تلاش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت چھوڑ کر دوسرے درس گاہوں میں پہنچ چکے ہیں۔ ع

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

واستغفروا اللہ العظیم۔ ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : ہادیٔ اعظمؐ ......

یہ تھا رسولِ برحق کا وہ انقلابی کردار جس نے دنیائے باطل کا تختہ الٹ دیا۔

بدر کے میدان میں قدرت نے تین سو تیرہ کی اقلیت کو سرفراز فرمایا۔ ایک ہزار کی اکثریت پسپا ہو گئی ــ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار نے بتایا کہ فتح و نصرت صرف وسائل اور تعداد پر موقوف نہیں ہے، سچائی، نیکی اور کردار کی پختگی اصل چیز ہے۔

ایک اقلیت اعلیٰ کردار رکھ کر اکثریت پر غالب آ سکتی ہے۔ البتہ صرف ماضی کی عظمت کے نعروں سے کام نہیں چل سکتا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اصولِ حق پر کاربند ہوتے بغیر قدرت کی مدد کے مستحق قرار نہ پاتے۔ آپؐ کو اور آپؐ کے مقدس صحابہؓ کو نیکی، سچائی اور کردار کی بلندی کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرنا پڑا۔ تب خدا تعالےٰ کی مدد نے ان کا استقبال کیا۔

بقیہ : خطبۂ جمعہ

ہادیٔ دین مبین اور امام الانبیاء ہیں اگر خود بھی دین کے احکام میں ردو بدل نہیں فرماتے تو کسی کو بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ دین کے احکام میں ردوبدل کرے، دین کا حلیہ بگاڑے اور منشائے ایزدی اور سنت نبویؐ کے خلاف اللہ اور شریعت کی تفسیر و تعبیر کرے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: اداریہ

دلاسے کون دیتا ہوگا؟ کون اس کی نازبرداریاں کرتا ہوگا؟ وہ کسے اماں اور ابا کہہ کر پکارتا ہوگا؟ وہ محبت سے ہاتھ پھیلائے کس کی آغوش میں جاکر لیٹتا ہوگا؟ خبر نہیں وہ زندہ بھی ہے یا مار دیا گیا ہے؟ اگر مار دیا گیا ہے تو کہاں پھینکا گیا ہے؟ دریا بُرد کر دیا گیا ہے یا نذرِ خاک ہو گیا ہے؟ اگر زندہ ہے اور کسی ظالم کے ہتھے چڑھ گیا ہے تو وہ اس سے کیا سلوک کرتا ہوگا؟ جب اس کے ساتھ ظلم ہوتا ہوگا یا اس پر سختی توڑی جاتی ہوگی تو وہ کیونکر دکھوں اور مصیبتوں کو جھیلتا ہوگا اور درد و الم کے عالم میں کسے محبت بھری نظروں اور ناز و انداز سے پکارتا ہوگا؟ غرض اسی قسم کے تصورات و خیالات سے والدین کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے اور انہیں کسی کل چین نہیں پڑتا۔

کیا ان دکھی اور زندہ درگور والدین کے دردوں اور دکھوں کا کوئی مداوا ہے اور ماں باپ کی شفقتوں سے جبراً محروم کر دئے گئے اور ظلم و ستم کے شکار بچوں کی چیخ و پکار سننے کے لئے اربابِ اختیار کے کان وا ہیں؟ اگر ہیں تو پھر انہیں مندرجہ ذیل تجاویز پر کسی تاخیر کے بغیر فوری عمل کرنا چاہیئے:۔

۱۔ صوبے بھر میں بیگار کیمپوں کا پورا کھوج لگایا جائے اور مذکورہ بالا نوعیت کے ٹھیکیداروں کا مکمل جائزہ لیا جائے، بلکہ ان کے امور و معاملات کی مستقل نگرانی کا بھی اہتمام کیا جائے۔

۲۔ ظالم ٹھیکیداروں اور ان کے سفاک کارندوں کو نہ صرف مغویہ بچوں اور نوجوانوں کے سلسلے میں کسی رُو رعایت کے بغیر کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے بلکہ انہوں نے اپنے علاقوں میں جس ظلم و استحصال کو معمول بنا رکھا ہے اس کا پوری سختی سے محاسبہ و مواخذہ کیا جائے تاکہ وہ بنیاد ہی گر جائے جس پر وہ غیر انسانی ظلم و ستم اور ناقابلِ معافی استحصال کی عمارت استوار کرتے ہیں۔

۳۔ مجرموں کے لئے سخت ترین سزائیں مقرر کی جائیں۔

۴۔ بے لوث، بے غرض، دیانت دار اور خوفِ خدا رکھنے والے افراد سے ترتیب دیا ہوا پولیس کا ایک الگ شعبہ قائم کیا جائے جو بیگار کیمپوں، بردہ فروشوں اور اغوا کے واقعات کا سراغ لگائے اور دوسروں کے بچوں کو اپنے بچے تصوّر کرکے مجرموں کے خلاف پوری دیانتداری کے ساتھ سخت کاروائی کرے۔

۵۔ قانون اور انتظامیہ ایسے مجرموں کے ساتھ رُو رعایت کا مظاہرہ نہ کرے اور پولیس "بُرے کے گھر تک پہنچنا چاہیئے" کے محاورہ پر عمل پیرا ہو کر کامل تن دہی کے ساتھ اپنا فریضہ سرانجام دے۔

۶۔ اس سلسلے میں ذرہ برابر رُو رعایت کرنے والے افسر یا ملازم کی سخت گوشمالی کی جائے۔ اور مجرموں کو پکڑنے والے پولیس افسروں اور ان کے معاون عملے کی مکمل حوصلہ افزائی کی جائے۔

ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہماری مذکورہ بالا تجاویز کو صدق دلی سے عملی جامہ پہنایا جائے تو انشاء اللہ اس لعنت کا انسداد ہو سکتا ہے۔ ہم حاکمِ صوبہ جنرل محمد موسیٰ جو اپنی رحمدلی اور انتھک کارکردگی کی وجہ سے عوام میں بہت مقبول ہیں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں ذاتی دلچسپی لیں اور "نازیت" کے اس گھناؤنے مشغلے کو یکسر ختم کرنے کے لئے اپنی توجہات اس طرف مرکوز فرمائیں۔ کیونکہ اس سنگدلانہ کاروبار اور سفاکانہ جرم کا انسداد وقت کا بہت بڑا تقاضا اور انسانیت کی بیش بہا خدمت ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

صدر ایوب کو مولانا احتشام الحق تھانوی کا جواب

مسائل حاضرہ پر اپنی کابینہ کے وزراء اور سول حکام کو خطاب کرتے ہوئے صدر ایوب نے اسلام کے بارے میں اپنے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ نہ صرف افسوسناک ہیں۔ بلکہ ان میں صاف طور پر "کمال ازم" کا فتنہ نظر آرہا ہے۔ اس وقت جب کہ پاکستان اپنے اہم اندرونی و بیرونی مسائل میں الجھا ہوا ہے۔ اور سرکاری نقاروں سے یک جہتی و اتحاد کی آوازیں بھی بلند ہورہی ہیں۔ سرکاری حلقوں میں اٹھتے بیٹھتے مذہبی تشریح و مذہبی اصول کی بحثیں چھیڑ کر ذہنوں میں انتشار اور جذبات میں اشتعال پیدا کرنا ہنگامی اور ایمرجنسی حالات کا کونسا ناگزیر تقاضا ہے۔ اسلام کے نام پر غلط سیاسی مقاصد کا حصول بلاشبہ ایک نہایت مذموم حرکت ہے جسے علماء اسلام نے کبھی اختیار نہیں کیا۔ لیکن سیاست کے الزام کی آڑ میں مذہب کو مٹانے کی کوشش اس سے بھی زیادہ مذموم ہے۔ جو آج کل جاری ہے۔

اسلامی اصول اور اسلامی احکام کی تشریح و توضیح میں رائے عامہ یا حکام کی مرضی کو مطلق کوئی دخل نہیں ہے۔ ماہرین علوم شریعت کا قول قول فیصل ہے اور ان کی رائے آخری رائے ہے اگر ملک کے اقتصادی و مالی مسائل میں سابق وزیر خزانہ محمد شعیب صدارتی کابینہ کی تنہا اپنی رائے اور مہارت...... ویٹو کر سکتے ہیں۔ تو کیا امام ابوحنیفہ...... جیسے معتمد ماہرین علوم اسلامیہ کی مذہبی تشریح اس زمانے کے حکام اور تجدد پسندوں کو ویٹو نہیں کرسکتی پھر ملکی نقطہ نظر سے اصل مسئلہ پاکستان میں مذاہب اور فرقوں کی مذہبی آزادی کا ہے کہ وہ اپنے اپنے طریقوں کے مطابق مذہب پر عمل کریں۔ نہ کہ اصلاح مذاہب کا۔ اگر اصلاح مذاہب مقصود ہے۔ تو پھر ملک کی بھاری اکثریت والے دین ہی کا کیا قصور ہے۔ کہ اس کو بدل کر زمانے کے تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔ بلکہ پاکستان میں تمام مذاہب اور تمام فرقوں کے ملک کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا چاہیئے۔

حیرت کا مقام ہے۔ کہ جس ملک میں خالص عقلی و فکری مسائل میں جمہور کو رائے دینے کا حق نہیں ہے۔ اسی ملک میں مذہبی تشریح جمہور ملت اور عام معاشرہ کی رائے سے طے کی جائے۔ یہ بدترین قسم کی مذہبی انارکی ہے۔ جو تجدد کے نام سے پیدا کی جارہی ہے۔

(مولانا) احتشام الحق تھانوی

ضروری اطلاع

مبلّغ اسلام حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری ناظم نشر و اشاعت تنظیم اہل سنت پاکستان نے جامع مسجد اوکاڑہ سے ترک کر دی ہے چنانچہ آئندہ کے لئے ان سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

مولانا عبدالشکور دین پوری مکی مسجد دین پور کالونی نزد ہائی سکول خان پور جنکشن ۔ ضلع رحیم یار خاں

تعارف وتبصرہ

مصطفیٰ گجراتی ۔ بی ۔ اے

اسلام دین فطرت ۔ مصنفہ مولانا عبدالقادر آزاد شائع کردہ ۔ اسلامی مشن پاکستان رجسٹرڈ ۔ ماڈل ٹاؤن ۔ اے بہاول پور

۴۸ صفحات کے اس پمفلٹ میں اسلام کی عظمت بمقابلہ دیگر ادیان ثابت کی گئی ہے ۔ اسلام کے اصول نظام فطرت کے اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں ۔ اور اسی لئے اسلام کا عطا کردہ دستور ازلی وابدی دستور حیات کہلاتا ہے ۔ جو قیامت تک انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی کرتا رہے گا اسلامی نظام دیگر مذاہب کی طرح زمان و مکان اور نسل وزبان کا پابند نہیں ہے ۔ بلکہ یہ ایک آفاق گیر تحریک اور تمام بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کا ضامن ہے ۔ زیر نظر پمفلٹ میں اسلام کے نظام اعتقادی نظریات ، نظام عدالت ، نظام مالیات و معاشیات نظام اجتماع و معاشرت ، نظام سیاست وغیرہ کے چند اصولوں کو اختصار کے ساتھ بیان کر کے ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ صرف یہی دین دین فطرت ہے ۔ دوسرا کوئی مذہب حیات انسانی کی رہنمائی کا بار نہیں اٹھا سکتا ۔ پمفلٹ کے ضمنی موضوعات اہم اور اسلوب بیان شگفتہ ہے ۔ نوجوانوں کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے ۔ پمفلٹ مندرجہ بالا پتہ سے مفت حاصل کیا جا سکتا ہے ۔

جامعہ قاسمیہ لائلپور کا سالانہ اجلاس

مشہور دینی درسگاہ جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی کا سالانہ اجلاس زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب انور جانشین شیخ التفسیر ؒ اور زیر صدارت خطیب اہلسنت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب ۹-۱۰-۱۱ رجون ۳۰ رصفر یکم ، دو ربیع الاول جمعہ ، ہفتہ ، اتوار جامعہ قاسمیہ میں منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا سید خورشید احمد شاہ صاحب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ' مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری سید ابن گیلانی اور دیگر علماء شرکت فرمائیں گے ۔

عبدالحی عابد ، ناظم اعلیٰ جامعہ قاسمیہ لائلپور

مقامی حضرات پمفلٹ مفت حاصل کریں ۔ البتہ باہر سے منگوانے والے دوست چودہ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر ڈاک سے طلب فرما سکتے ہیں ۔

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

۱۳ مئی بروز ہفتہ : بعد از نماز عشاء مدرسہ ضیاء العلوم فیض باغ لاہور کے اجلاس میں شریک ہوں گے ۔

۱۵ مئی بروز سوموار : بذریعہ ریل کار صبح ۱/۲ ۵ بجے وزیر آباد روانہ ہوں گے ۔ وزیر آباد سے بذریعہ ریل ۱/۲ ۸ بجے مدرسہ قاسم العلوم سارنگی کے اجلاس میں شریک ہونے کی غرض سے روانہ ہوں گے ۔

۱۶ مئی کو لاہور واپس تشریف لے آئیں گے ۔

(حاجی بشیر احمد)

تبلیغی اجتماع

احمد نگر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ایک تبلیغی اجتماع ۲۱ مئی بروز اتوار شام کو ہوگا ۔ جس میں علماء کرام سیرت نبوی ختم نبوت پر تقاریر کریں گے اور انٹرنیشنل تبلیغی مشن انگلستان کے منتظم راؤ شمشیر علی خاں بھی شرکت کریں گے ۔

اسلامی تعلیم

۴۶ صفحات کا یہ پمفلٹ بھی اسلامی مشن پاکستان رجسٹرڈ بہاولپور نے شائع کیا ہے اس میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ ضروری احکام متعلقہ ارکان اسلام ترتیب وار جمع کر دیئے گئے ہیں مولانا عبدالقادر آزاد متذکرہ بالا مشن کے ذریعے دینی خدمات کا فرض سرانجام دے رہے ہیں اسلامی اور عبادات کے تمام مسائل کو صحت کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ عامۃ المسلمین کے افادے کے لئے ایسی چھوٹی چھوٹی کتابوں کا عوام میں تقسیم ہوتے رہنا اشد ضروری ہے ۔ اسلامی مشن عوامی شکریہ کا مستحق ہے کہ وہ ایسے مفید پمفلٹ شائع کر کے مفت تقسیم کر رہا ہے ۔ شائقین کو بیش از بیش قدر کرتے ہوئے مشن کا ہاتھ بٹانا چاہیئے ۔

بچوں کا صفحہ

از محترمہ ناصیہ بیگم صاحبہ دیوبند

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

پیارے بچو! تم نے صدیق اکبرؓ کا نام تو سنا ہو گا۔ شاید تم کو یہ معلوم نہ ہوگا.... کہ انہوں نے ابتدائی زندگی میں کون سے نمایاں کام انجام دئے ہیں۔ میں آج تمہارے سامنے ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائی حالات مختصر طریقہ پر پیش کرتی ہوں۔

صدیق اکبرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان تھا۔ عتیق لقب تھا۔ آپ کا رنگ گورا۔ چھریرا بدن اور قد جھکا ہوا تھا۔ جس وقت حضورؐ کے ساتھ مدینہ تشریف لائے۔ آپ کی ڈاڑھی کالی اور سفید تھی۔ آپ مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ جاہلیت کے دور میں بھی آپؓ نے شراب نہیں پی۔ اور نہ شعر گوئی میں حصہ لیا۔ یہ دونو چیزیں شرفاء عرب کی زندگی کا جزو بن گئی تھیں حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا گیا۔ کہ آپؓ نے کبھی شراب بھی پی ہے۔ ابوبکرؓ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا "کبھی نہیں"۔ اسی شخص نے پھر دریافت کیا کیوں نہیں پی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا تاکہ عزت برباد نہ ہو اور مروت زائل نہ ہو یہ جواب جب آنحضرتؐ نے سنا تو دومرتبہ ارشاد فرمایا۔ سچ کہا ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں ابوبکر صدیقؓ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا۔ اور قریشی آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خون بہا اور اور جرمانے وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ کرنا آپ ہی کے سپرد تھا کیونکہ اس وقت کوئی بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ ہر رئیس کے ذمے ایک فرض تھا۔ جس کو وہی انجام دے سکتا تھا۔ یہ ابوبکر صدیقؓ کے دور جاہلیت کے مختصر سے حالات تھے۔ صدیق اکبرؓ نے اسلام میں بھی وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جن کی مثال نہیں ملتی۔

سب سے پہلے اسلام لانیوالوں میں آپؓ بھی شامل ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ مردوں میں ابوبکرؓ سے پہلے کوئی مشرف باسلام نہیں ہوا تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اور اس کی تائید حضورؐ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ "وہ ایسا شخص ہے۔ کہ جب میں نے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھ کو اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے تو تم نے مجھے جھٹلا دیا۔ لیکن اس وقت ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی"۔

صدیق اکبرؓ کو آنحضورؐ سے بچپن ہی سے محبت تھی۔ اور اسلام لانے کے بعد تو حضورؐ سے کسی وقت جدا ہونا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ تمام لڑائیوں میں حضورؐ کے ساتھ رہے۔ اور آنحضورؐ کی خوشنودی کے لئے آپؓ نے ہجرت فرمائی۔ اور اپنے بیوی بچے مال و اسباب غرض ہر چیز کو چھوڑ دیا۔ اور غار ثور میں آپ کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں سے ابوبکر صدیقؓ کا خطاب عطا کیا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اسی کے لئے فرمایا ہے۔ (اذ ھما فی الغار الخ) اور لڑائیوں میں آپ کی مدد جاری رکھیں ان کے علاوہ غزوہ بدر و حنین میں آپ نے وہ نمایاں کام انجام دئے ہیں۔ جن کی نظیر نہیں ملتی۔

محمد یونس سرور بجنوری

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرتِ فاروق اعظم کی جہاں میں دھوم ہے
کارنامہ اُن کا ہر تاریخ میں مرقوم ہے
حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اس شان سے
بے دھڑک مومن اذاں دینے لگے اعلان سے
جاں نثارِ رحمت اللعالمین بن کر رہے
غم گسارِ رحمت اللعالمیں بن کر رہے
دشمنانِ دیں میں پھر ہل چل سی پیدا ہوگئی
کامرانی بندگان حق پہ شیدا ہوگئی
اُن کے دَورِ حکمرانی کی نہیں ملتی مثال
کاروبارِ سلطنت میں ان کو حاصل تھا کمال
ہر قدم راہ خدا میں ان کا اٹھتا تھا مدام
عمر بھر کی پیروی حضرت خیر الانامؐ
اُن کی حکمت سے ہوا زیر نگیں سارا جہاں
عدل اور انصاف کا سکہ ہوا ہر سُو رواں
آلؐ و اصحابؓ محمدؐ کی بڑی توقیر کی
جاگزیں اُلفت تھی دل میں شبرؓ و شبیرؓ کی
روضہ اقدس میں وہ آرام فرما ہیں سرور
دیکھ تو ان کے مراتب کتنے اعلیٰ ہیں سرور

۱۲ر مئی ۱۹۶۷ء

۲۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵
چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G ۱۹۲۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹۰۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۸۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں